كُنتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الخَلقِ وَآخِرَهُم فِي البَعثِ

رسول اللہ ﷺ کی پیدائشی نبوت کے قائلین سے علامہ محمد اشرف سلوی کے

29 سوالات کے جوابات پر مشتمل

تجلیاتِ علمی

فی ردّ نظریاتِ سلوی

حصہ دوم

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

امیر جماعت اہلسنت انٹرنیشنل

ناشر

مکتبہ مخدومیہ

(دربار شریف) سوئیں حافظاں نزد بیول

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (الطبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشی نبوت کے قائلین سے علامہ محمد اشرف سلوی کے

29 سوالات کے جوابات

پر مشتمل

تجلیات علمی فی رد نظریات سلوی

جلد دوم

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

امیر جماعت اہلسنت انٹرنیشنل

ناشر مکتبہ مخدومیہ (دربار شریف) سوئیں حافظاں نزد بیول تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

0300-9120291

نام کتاب........... تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی حصہ دوم

تصنیف: .... مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

اشاعت 2012ء

تعداد........... 1100

قیمت........... -/100 روپے

مطبع........... مکتبہ مخدومیہ (دربار شریف) سوئیں حافظاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ مخدومیہ۔(دربار شریف سوئیں حافظاں) نزد دیول تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔
0300-9120291

(۲) جامعہ اسلامیہ سلطانیہ۔مرکزی جامع مسجد منگلا کالونی واپڈا۔
0300-5160237

(۳) شاہد برادرز۔ برال منگلا کینٹ۔ 0344-5820132, 0544-639024

(۴) جامعہ قادریہ۔نزد پیپسی کولا سمندری روڈ فیصل آباد۔ 0300-7614891

(۵) قریشی ہاؤس۔ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 0300-4186575

(۶) محمد وسیم اکرم نقشبندی بریلوی، گوجر خان 0301-5738038

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علامہ محمد اشرف سلوی نے رسول اکرم، شفیع، معظم حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی پیدائشی نبوت کا انکار کر کے ایک نئے فتنہ کا باب کھولا۔ علمائے اہلسنت نے فتنہ کے سد باب کیلئے تمام ممکنہ ذرائع استعمال کئے۔ حتیٰ کہ پشاور کے ایک مولانا کو اس سلسلہ میں فریقین نے زبانی، تحریری طور پر ثالث تسلیم کیا۔ پشاوری ثالث نے علامہ سلوی کے موقف کو موہمِ توہینِ رسالت قرار دے کر فیصلہ دیا

''کہ علامہ سلوی اپنی کتاب کو سمندر میں ڈبو دیں''۔

علامہ سلوی نے ان کے فیصلہ کو ''ہیرا پھیری'' قرار دے کر فتنہ کا دوبارہ دروازہ کھول دیا۔ اب کئی لوگ اس فتنہ کا شکار ہو چکے ہیں۔ علامہ سلوی، سیال شریف سے سرگودھا اور سرگودھا سے اپنے آبائی گاؤں ''سلانوالی'' واپس تشریف لا چکے ہیں لہذا اب آپ کو سیالوی یا سرگودھوی کہنا ٹھیک نہیں اب آپ خالص سلوی (silvi) ہیں۔

آپ نے سلانوالی سے 31 صفحاتی ایک رسالہ حال ہی میں شائع کیا ہے اس رسالہ کا عنوان ہے

''نبوت مصطفٰے ﷺ کے متعلق ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی (سلوی) کا نظریہ اور آپ ﷺ کو پیدائش ہی سے بالفعل نبی ماننے والوں سے چند سوالات؟

8 صفحات تک علامہ سلوی نے اپنی رسوائے زمانہ، سراپا فتنہ کتاب ''تحقیقات'' سے من و عن عبارات نقل کی ہیں اور اس کے بعد فخریہ انداز میں بالفعل پیدائشی نبوت تسلیم کرنے

والوں سے 29 سوالات کیے ہیں۔ بندہ بفضل خدا و بکرم مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ان سوالات کے جوابات پیش کرتا ہے اسے ''تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی'' کا دوسرا حصہ تصور کیا جائے۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

تحفظ ناموس رسالت کا ادنیٰ خادم
مفتی محمود حسین شائق ہاشمی
امیر جماعت اہلسنت انٹرنیشنل

سوال نمبر 1:۔ کیا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت اور اظہار معجزات سے قبل کے چالیس سال کے دورانیہ میں لوگوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا لازم تھا؟ اور ایمان نہ لانے کی صورت میں کافر ہو گئے تھے اگرچہ دوسرے انبیاء پر ایمان رکھتے تھے؟ اگر آپ بالفعل نبی تھے تو لوگوں پر آپ کے ساتھ ایمان لانا لازم ہونا چاہیئے تھا اور ایمان نہ لانے کی صورت میں کافر ہو جانا چاہیئے تھا تو کیا اس پر کوئی دلیل عقلی ونقلی موجود ہے اور اکابرو اسلاف کرام میں سے کسی نے ان کو کافر قرار دیا؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔

چالیس سال کے دورانیہ میں جن لوگوں کو بذریعہ علامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا علم ہو گیا تھا ان پر ایمان لانا لازم تھا۔

چالیس سال کے دورانیہ میں لوگوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا لازم تھا اس شرط کے ساتھ کہ جن لوگوں کو انبیاء سابقین کی تعلیمات کی روشنی میں آپ کے متعلق ان کی بیان کردہ علامات کے ذریعے علم ہو گیا تھا کہ یہ وہی ہستی ہے جن کی آمد کا دنیا کو انتظار تھا مثلا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے متعلق بشارت دی ہوئی تھی وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ (الصف: 6)

اور انجیل برناس کے باب نمبر 82 میں لکھا ہے

''بے شک میں تو بنی اسرائیل کے گھرانے کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن میرے بعد مسیحا تشریف لائیگا جسے اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کی نجات کیلئے مبعوث فرمایا ہے اسی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے''

جن لوگوں کو آپ کا نام 'محمد' اور 'احمد' معلوم ہو گئے تھے اور انہیں پہچان حاصل ہو گئی تھی کہ یہ وہی شخصیت ہے۔ پہلے انبیاء کرام کے ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر ایمان لانا لازم تھا۔ جو ایمان نہیں لائے وہ کافر ہو گئے۔

نقلی دلیل نمبر 1 ملاحظہ ہو ارشاد ربانی ہے

اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ الاعراف 157)

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ جن لوگوں نے آپ کو پہچان لیا اور آپ پر ایمان لے آئے وہ مومن ہیں اور جو لوگ (علامات سے) پہچان کے باوجود ایمان نہ لائے وہ بلا شبہ کافر ہیں۔

نقلی دلیل نمبر 2، سورۃ البقرہ آیت نمبر 89 میں ارشاد ہے

فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

جب ان کے پاس آیا جسے انہوں نے پہچان لیا تو ان لوگوں نے اسکا انکار کیا تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ آپ بوقت پیدائش اور چالیس سال کے دورانیہ میں نبی بالفعل

تھے۔ جن کو آپ کی پہچان ہوگئی ان پر ایمان لانا لازم تھا چنانچہ بحیرہ راہب اور نسطورا آپ ﷺ کی علامات دیکھ کر ایمان لائے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ 18 سال کی عمر میں آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ علامہ سید محمود الوسی بغدادی فرماتے ہیں

فوقع فی قلبه تصديقه فلم يكن يفارقه فی سفر ولا حضر

(روح المعانی جلد 13 صفحہ 176)

ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔ جیسا کی شرح عقائد میں درج ہے

''الايمان هو التصديق بما جاء به النبی ﷺ''

اور تصدیق قلبی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 18 سال کی عمر میں حاصل ہوگئی تھی۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ پہلے انبیاء کرام نے آپ ﷺ پر ایمان لانے کے لئے اپنی امتوں سے عہد لیا ہوا تھا وہ سلسلہ ابھی جاری تھا۔ نہ عہد ابھی منسوخ ہوئے تھے۔ نہ آپ ﷺ کے متعلق ان کے ارشادات منسوخ ہوئے تھے۔

لہذا پہلے سوال کا جواب شق اول اختیار کر کے دیا گیا ہے۔ اور عقلی، نقلی دلائل بھی پیش کر دیئے ہیں۔ والحمد لله علی ذالك

سوال نمبر 2: یہ سوال موصوف نے زیادہ لمبا کر دیا اس کا مرکزی حصہ پیش خدمت ہے۔

کیا آنحضرت ﷺ کے لئے اعلان توحید اور اعلان رسالت بھی اس عرصہ میں فرض یا واجب یا مستحب یا مباح نہیں تھا؟ جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

اگر آنحضرت ﷺ پر یہ اعلان فرض یا واجب تھا تو ترک کی صورت میں عصیان لازم آ گیا اور عصمت ختم ہوگئی (نعوذ باللہ)

اور اگر مستحب یا مباح تھا تو بھی خلق خدا کی راہنمائی اور ان کی اخروی بھلائی کی وجہ سے آپ ﷺ کو اخلاقی طور پر ضرور بالضرور اعلان نبوت اور احکام رسالت کا اظہار کرنا چاہیے تھا۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

اعلان توحید کا آپ پر ابتداًوجوب تھا اور وجوب ادا کیلئے مخصوص انداز اور مخصوص وقت مقرر تھا۔

اعلان توحید اور اعلان رسالت آپ پر فرض تھا مگر علم خدا میں اور علم مصطفی ﷺ میں بذریعہ القاء اعلان کے لئے وقت مقرر تھا۔ نفس وجوب اور وجوب ادا میں فرق تمام اصول فقہ کی کتب، نورالانوار، حسامی، مسلم الثبوت، توضیح تلویح میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ نماز کا وقت داخل ہوتے ہی وجوب ہو جاتا ہے۔ وجوبِ ادا بعد ازاں لازم ہوتا ہے۔ لہذا عصیاں لازم نہ آیا اور عصمت بھی قائم رہی۔

جواب ھذا میں بھی علامہ سلوی کی شق اول کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور لازم سے تحفظ بھی حاصل کر لیا گیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے 3 دن کی عمر میں اعلان نبوت اس لئے لازم ہو گیا تھا تا کہ والدہ کی عزت اور اپنے جوہر ذات کی طہارت کا تحفظ کریں۔ ہمارے نبی ﷺ پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے حالات پیدا نہ ہوئے۔ لہذا آپ کے لئے اعلان فرض،

مخصوص وقت میں ہوا۔

سوال نمبر 3:۔ موحد جاہلیت، زید بن عمرو بن نفیل اللہ تعالی کی وحدانیت بیان فرماتے تھے۔ بت پرستی اور بتوں کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانوروں کے کھانے وغیرہ کی حرمت علانیہ بیان کرتے تھے۔ کیا وہ مامور من اللہ تھے یا نہیں تھے؟

اگر اور مامور من اللہ نہ ہونے کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے آثم اور عاصی ہو کر مستحق عذاب وعتاب بن گئے تھے یا عظیم اجر وثواب کے حقدار بن چکے تھے اور کیا اللہ تعالی کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے روکنا اسے زیب دیتا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے بالفعل نبی ہوتے ہوئے کیوں نہ اس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنایا اور اجر عظیم کیوں نہ حاصل فرمایا؟

حالانکہ نبی کی ذات پر تبلیغ احکام فرض ہوتی ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

زید بن عمرو نے رسول اللہ کے نبی ہونے کی شہادت دی آپ نے اپنے عمل سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس سے بہتر فریضہ سرانجام دیا۔

پہلے زید بن عمرو بن نفیل کے بارے عمدۃ القاری شرح بخاری سے احوال ملاحظہ کریں۔

إِنِّی خَالَفت قومی وَاتبعت مِلَّة إِبْرَاهِيم وَإِسْمَاعِيل، وَمَا كَانَا يعبدان، وَإِن كَانَا يصليان إِلَى هَذِه الْقبْلَة وَأَنا أنْتَظر نَبيا من بنی إِسْمَاعِيل

يَبْعَث، وَلَا أَرَانِي أُدْرِكُهُ وَأَنا أومن بِهِ وأصدقه وَأشهد أنه نَبِي، وَإِن طَالَتْ بك حَيَاة فاقرئه مني السَّلَام قَالَ عَامر فَلَمَّا أسلمت أعلمت النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِخَبَرِهِ، قَالَ فَرد عَلَيْهِ السَّلَام، وترحم عَلَيْهِ، وَقَالَ لقد رَأَيْته فِي الْجنَّة يسحب ذيولاً

اس روایت سے درج ذیل امور اخذ ہوتے ہیں:۔

الف) زید دور جاہلیت میں دین ابراہیم کے مطابق عبادت کیا کرتا تھا۔

ب) بنو اسماعیل سے ایک نبی کا انتظار کر رہا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ آپ کو نہیں پائے گا اس کے باوجود وہ آپ پر ایمان لایا اور اس نے کہا ''میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ بلاشبہ نبی ہیں''۔

ج) اس شخص کا ذکر لوگوں نے صحابہ میں کیا ہے حالانکہ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کا چالیس سال کے بعد کا دور نہ دیکھنا پایا۔ امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ وہ صحابی ہے اب اصل سوال کا جواب پیش خدمت ہے۔

زید بن عمر بن نفیل ملت ابراہیم واسماعیل کو ماننے کی وجہ سے بت پرستی نہیں کرتا تھا۔ بتوں کے نام پر ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا تھا زندہ درگور کی جانے والی لڑکی کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ یہ تمام کام ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ بطریق احسن کرتے تھے۔ کبھی جھوٹ نہ بولتے کبھی امانت میں خیانت نہ کرتے۔ یہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نہائت پسندیدہ ایک شکل ہے۔ لہذا چالیس سال کی مبارک عمر میں آپ نے اپنے عمل کے ذریعے تبلیغ فرمائی۔ آپ کے عمل کے اثرات سیدہ خدیجہ الکبری پر واضح طور پر مرتب ہوئے۔ انہوں نے آپ کے اوصاف خمسہ اس وقت

بیان کئے جب نزول وحی جلی کے بوجھ سے آپ نے بظاہر پریشانی کا اظہار کیا تھا۔ البتہ صریح اور واضح ارشادات اور اقوال کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا اس وقت شروع کیا جب آپ کو خداوند عالم کی طرف سے واضح حکم ہوا۔

مثلاً ارشاد ہوا

''فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ''(الحجر:94)

جو حکم آپ کو دیا گیا اس کا اظہار کریں اور مشرکوں سے منہ پھیر لیں۔لہذا اہم شق یہ لیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال دورانیہ میں تبلیغ دین کا فریضہ بذریعہ عمل ادا فرمایا اور اس کے اثرات بھی مرتب ہوئے۔کفار اور مشرکین کی مجالس میں اس دورانیہ میں آپ کا جانا کم ہوتا تھا۔آپ خلوت پسند تھے۔نہ بت خانہ جاتے نہ شراب خانہ جاتے۔نہ کھیل کود میں مشغول ہوتے۔لڑائی جھگڑا نہ کرتے فحش گوئی سے مکمل اجتناب کرتے۔غریبوں ناداروں کی مدد کرتے۔

سوال نمبر 4۔ نبی برحق کے سامنے جو کام کیا جائے وہ منع نہ فرمائیں تو از روئے حدیث تقریری بن جانے کے جائز اور مباح ہو جاتا ہے۔تو کیا چالیس سال کے اس عرصہ میں بت پرستی ذبح لغیر اللہ اور دیگر قبائح جائز اور مباح ہو گئے تھے؟ کیا کوئی مسلمان اس طرح کا قول کرنے کا مجاز ہے کہ ان شرور وقبائح اور اکبر الکبائر کو از روئے حدیث تقریری ہونے کے مباح ٹھہرائے؟

یا اس وقت جو امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں سے سرزد ہوتے تھے وہ سنت تقریری اور حدیث تقریری نہیں بنتے تھے بلکہ صرف اور صرف چالیس سال کے بعد یہ شرعی حکم ثابت اور

مستحق ہوا۔ لیکن جب نبوت بالفعل آغاز وولادت سے ثابت ہے تو شرعی حجت ودلیل کیونکر متحقق نہ ہوئی۔ اور سرزد افعال کی اباحت کیونکر ثابت نہ ہوئی تو کیا نبوت کے ان دونوں ادوار یعنی چالیس سال سے قبل کے اور بعد کے دور میں فرق کرنا ضروری ہوگا یا نہ ہوگا اور اس کی صورت کیا ہوگی؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

حدیث تقریری مسلمانوں کے افعال واعمال کے حوالے سے ہے نہ کہ کفار ومشرکین کے حوالے سے۔

حدیث تقریری کا دائرہ اہل ایمان ہیں۔ کفار ومشرکین یہود ونصاریٰ دشمنان رسول کے ساتھ اس کا تعلق نہیں بن سکتا۔ ان کے ساتھ حدیث قولی اور حدیث فعلی کا تعلق ہی بن سکتا ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومشرکین عرب کے شرور وقبائح کے خلاف ہمیشہ اپنے عمل سے اظہار ناپسندیدگی فرمایا۔ بعض مقامات پر آپ کے اقوال بھی ان کے اعمال قبیحہ کے خلاف سرزد ہوئے۔

حدیث تقریری کا تعلق کفار ومشرکین کے ساتھ کیسے ہوسکتا ہے انہوں نے آپ کے دندان مبارک شہید کیے آپ نے جواباً ان کے خلاف بددعا تک نہ فرمائی۔

انہوں نے آپ کو مکہ سے نکالا۔ آپ نے ان کے خلاف کچھ نہ کہا۔ تو کیا کفار کا عمل جائز اور مباح ہوگیا؟ چالیس سال سے قبل اور بعد دونوں میں بذریعہ فعل رسول تبلیغ جاری رہی البتہ سورۃ الحجر کی آیت نمبر 94 کے بعد بذریعہ قول بھی تبلیغ کا اظہار شروع ہوگیا۔ اور جو لوگ جسوقت بھی دائرہ اسلام میں آتے گئے خواہ چالیس سالہ زندگی میں یا بعد حدیث

تقریری سب کے لئے ثابت ہوگئی۔لہذا کفار و مشرکین یہود و نصاری اور منکرین مصطفیٰ ﷺ کے قبیح افعال کبھی جائز نہیں ہو سکتے۔

سوال نمبر 5۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کئی صدیاں گذریں جو "فترت" کا دور کہلاتا ہے۔اس میں فقط توحید خداوندی پر ایمان وتصدیق نجات کے لئے کافی تھے تو کیا آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ کے بعد دعوائے نبوت سے پہلے کا دور بھی زمانہ فترت میں داخل ہے یا نہیں؟اور صرف توحید پر یقین رکھنے والے نجات وفلاح پا سکیں گے یا عذاب دوزخ سے دوچار ہوں گے بسبب آپ پر ایمان نہ لانے کے اور آپ کو اس دورانیہ میں موجود لوگوں کے لئے مبعوث نبی مانا جا سکتا ہے؟جب کہ آپ کی طرف سے نہ ادعائے نبوت ثابت اور نہ لوگوں کو دعوت دینا ثابت

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

آپ ﷺ کی ولادت کے بعد ''فترت رسل'' کا زمانہ نہ رہا

حضور ﷺ نبی کریم ﷺ کی ولادت شریفہ کی بعد اور دعوی نبوت سے پہلے کا دور "فترت" میں داخل نہیں ہے۔اس لئے کہ فترت کا اصل سکون ہے۔فتر الشی ، سَكَنَ اور سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 19 میں عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ فرمایا۔جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوگئی اور آپ کے نبی ورسول ﷺ کا ذکر، سابقہ کتب میں انبیاء کرام کی زبانوں پر جاری ہو چکا تھا۔آپ ﷺ شدت حاجت کے وقت ظہور پذیر ہوئے۔جن لوگوں نے آپ کو پہچان لیا ان پر لازم تھا کہ توحید خداوندی کے ساتھ ساتھ آپ پر بھی ایمان لائیں۔

باقی علامہ سلوی کا یہ جملہ کی اس (دور فترت) میں فقط توحید خداوندی پر ایمان وتصدیق نجات کے لئے کافی تھے۔ محل غور ہے علامہ سلوی اس کا حوالہ قرآن و حدیث سے پیش کریں۔

نیز ولادت کے بعد جب ہمارے آقا ﷺ نے سر سجدہ میں رکھا تو اس کے بعد کیا ہوا ملاحظہ فرمائیں

وفی شواهد النبوة روى أنه صلى الله عليه وسلم لما وقع على الأرض رفع رأسه وقال بلسان فصيح لا إله إلا الله، وإني رسول الله "

(الزرقاني جلد 7صفحه190)

جب آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی اپنے رسول ہونے کا دعوی کر دیا تو اس کے ضمن میں نبی ہونے کا دعوی بھی ہو گیا۔

تو علامہ سلوی کا یہ جملہ ''دعوی نبوت سے پہلے کا دور'' بھی محل نظر ہے۔ کیونکہ ادعائے نبوت تو زرقانی کی مذکور حدیث سے ثابت ہو گیا۔ البتہ فهمه من فهمه و جهله من جهله ونسيه من نسيه و حفظه من حفظه جن کو آپ کی ولادت کا اور آپ کے اوصاف مبینہ فی الکتب کا علم ہو گیا وہ صرف توحید پر ایمان لانے سے نجات نہ پا سکیں گے۔ لہذا اس دورانیہ میں موجود لوگوں کے لئے بلا شبہ منعوت اور مبعوث نبی ہیں۔ ان کے لئے آپ کو ماننا لازم تھا۔ ورنہ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِين

کا مصداق ہیں۔ حضرت سیدنا عیسٰی علی نبینا وعلیہ السلام اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کے درمیان "فترت" کا دورانیہ کتنا ہے۔ اس کے حساب میں اختلاف ہے۔

600 سو سال، 500 سو سال، 569 سو سال، 560 سو سال، 440 سو سال ، 430 سو سال اور 569 والا سال آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا سال ہے۔ لہذا اس مدت کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 6۔ کیا عالم بالا والی نبوت اس عالم آب وگل میں مؤثر تھی؟ اگر مؤثر تھی تو دوسرے انبیاء کرام علیھم السلام کے ادعائے نبوت کا کیا جواز تھا؟ کیا ان کو برحق نبی اور حقیقی نبی مانا جائے یا نعوذ باللہ ناحق مدعی یا مجازی نبی تسلیم کیا جائے؟
اگر وہ مؤثر تھی یعنی آپ عالم اجسام کے لئے بالفعل نبی تھے اور بایں ہمہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء کرام و رسل علیھم السلام تشریف لا سکتے ہیں اور دعوائے نبوت ورسالت بھی کر سکتے ہیں تو کیا مرزا قادیانی جیسے کذابوں کے لئے یہ کہنا روا نہیں ہوگا کہ اتنی تعداد میں انبیاء کرام کی آمد اگر ختم نبوت کے منافی نہیں تو صرف میری نبوت کیوں ختم نبوت کے منافی ہے؟ اور کیا قاسم نانوتوی والے قول کی قوی اور مضبوط بنیاد فراہم نہیں ہو جائے گی جبکہ اس کو کفر قرار دیا گیا ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

ہمارے آقا ﷺ نبی مطلق رسول حقیقی ہیں دیگر انبیاء آپ کے نائب ہیں آپ کے ظہور کے بعد آپ کی پہلی نبوت مؤثرہ ہے انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں ہیں۔

علامہ سلوی کے اس سوال کا جواب علامہ سید محمود الوسی بغدادی نے تحت آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین یوں دیا ہے

"ومن هنا ذهب العارفون إلى أنه صلى الله تعالى عليه وسلم هو النبي المطلق والرسول الحقيقي والمشرع الاستقلالي، وأن من سواه من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام في حكم التبعية له صلّى الله عليه وسلم"

نبی مطلق، رسول حقیقی، شارع مستقل صرف آپ ﷺ ہیں۔ آپ کے سوا دیگر آپ کے تابع کے حکم میں ہیں۔

اور واضح ہے کہ تابع، تابع ہونے کی حیثیت میں متبوع کے بغیر نہیں پایا جا سکتا

وهذا صريح ان نبوته ظهرت في الوجود العيني قبل نبوة آدم وغيره وان الملائكة لم تعرف نبيا قبله وانه النبي المطلق وسائر الانبياء عليهم السلام خلفائه ونوابه والشرائع شريعته ظهرت على لسان كل نبي بقدر استعداده اهل زمانه فهو ابو الانبياء وآخرهم

(جواهر البحار يوسف نبهانی)

خلاصہ یہ کہ آپ کی نبوت عالم خارج میں مؤثرہ شروع سے چلی آرہی ہے اور تمام انبیاء آپ ﷺ کی نیابت میں کام کرتے رہے۔ ان کی شریعتیں درحقیقت آقا کریم ﷺ کی ہی شریعت ہیں جنہوں نے مخصوص وقت میں رائج ہونا تھا اور ہر نبی کی زبان پر اس شریعت کا اہل زمانہ کی استعداد کے مطابق اجراء ہوا پس آپ ابوالانبیاء ہیں اور ان میں سے آخری ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو جسے علامہ نبہانی نے جواہر البحار جلد 3 صفحہ 359 میں نقل فرمایا

يقول العارف بالله محي الدين بن عربي وكيف لا وهو رسول الرسل

الداعین الخلق الی اللہ تعالیٰ القائمین بالنیابة عنه بتبلیغ الاحکام التی شرعها اللہ تعالی لهم

آپ ﷺ رسولوں کے رسول ہیں جو مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے اور آپ کے نائب ہو کر احکام کی تبلیغ کرتے رہے۔

شیخ اکبر مزید فرماتے ہیں جس کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے ہر نبی اپنی امت کے لئے حاجب (واسطہ) ہوتا ہے اور رسول کریم ﷺ جملہ انبیاء کے لئے حاجب (واسطہ) ہیں۔ لہذا انبیاء کرام کا عالم خارج میں وجود اس بات کی بین دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت عالم خارج میں پہلے سے موجود ہے۔ اسی لئے خداوند عالم نے آپ ﷺ کو سورۃ الاحزاب آیت نمبر 46 میں "وسراجا منیرا" کا لقب عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو سراج منیر کہنے میں تشبیہ بلیغ ہے۔ آفتاب پردہ خفا میں ہوتا ہے تو ستاروں اور چاند کی روشنی میں عالم مستفیض ہو رہا ہوتا ہے۔ مگر جب آفتاب خود ظاہر ہو جاتا ہے تو ستارے اور چاند پردہ خفا میں چلے جاتے ہیں۔

انبیاء کرام کی نبوت و رسالت کے ستارے چمکتے رہے مگر روشنی پیارے مصطفیٰ ﷺ سے ہی حاصل کرتے رہے۔ انبیاء کرام کی نبوتیں، نبوت مصطفیٰ ﷺ کی دلیل ہیں بلکہ کائنات کا وجود وجود مصطفےٰ ﷺ کی دلیل ہے

علت غائی اس نقش دی ذات نبی دی آہی
فیض وجود نبی دے کولوں کاغذ قلم سیاہی

پیر سید نیک عالم شاہ صاحب رحمہ اللہ میر پور آزاد کشمیر

اور امام اہل سنت فاضل بریلوی نے فرمایا

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

خلاصہ جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت مؤثرہ تھی اور ہے۔ انبیاء کرام آپ کے خلفاء اور نائب تھے۔ وہ برحق نبی اور برحق خلیفہ تھے۔ ان کی نبوت مجازی نہیں۔ طفیلی نبوت تھی۔ وہ آفتاب نبوت مصطفیٰ ﷺ سے فیض یاب تھے۔

رہا یہ سوال کہ وہ نبوت ورسالت کا دعوی کیسے کرسکتے تھے؟

جواب یہ ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کی اس وقت حیثیت فیض دہندہ کی تھی۔ لہذا وہ فیض حاصل کر کے دعوی نبوت ورسالت کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس وقت ہمارے آقا ﷺ باطن میں تھے۔ جب آپ کا ظہور قدسی ہوا تو اب آپ ﷺ کے وصف ختم نبوت کا بھی ظہور ہوا۔ لہذا آپ کی ولادت باسعادت کے بعد اور ظہور قدسی کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی دجال، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کسی کے لئے۔ سراج منیر کے سامنے دعوئ نبوت ورسالت کی گنجائش نہ رہی۔ ہمارے آقا ﷺ اول النبین بھی ہیں اور آخر النبین بھی ہیں۔ آپ اول بھی، آخر بھی، ظاہر بھی، باطن بھی ہیں اور آپ کے ظہور کے ساتھ کلام الہی نفسی کو کلام الہی لفظی کی شکل میں نازل کیا گیا اور آپ ﷺ کے قلب منیر پر نازل کیا گیا۔ اب اعلان ہو گیا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (الانعام:115)

آپ کے رب کا حکم صدق وعدل کے ساتھ مکمل ہو گیا۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ اسکے کلمات کوئی بدلنے والا نہیں۔

دوسری جگہ فرمایا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ (المائدہ:3)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ لہذا مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر ثلاثون کذابوں کے لئے دعوی نبوت کی کوئی گنجائش نہ رہی کیونکہ آقا ﷺ کی نبوت کا آفتاب خود ظاہر ہوگیا۔ دین مکمل ہوگیا۔ قاسم نانوتوی کا قول بھی باطل ہوگیا۔ جب اصل فیض دہندہ آفتاب ظاہر ہوگیا تو اس کی موجودگی میں نائب کی حاجت ہی نہ رہی۔ اور اگر بالفرض آپ کے بعد نبی آجائے تو وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔ اس کی نبوت نہ چل سکے گی۔ امید ہے کہ علامہ سلوی کو حضور کے مبدء فیض ہونے اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب سمجھ آگیا ہوگا۔ اور اس طرح ہمارے علامہ سعید اسعد صاحب کا ذہن بھی پہلے حالت کی طرف لوٹ آئے گا۔ اور وہ آقا کریم ﷺ کو پیدائش کے وقت سے ہی بالفعل نبی ماننے والوں میں شامل رہیں گے۔ منکرین میں شامل نہ ہوں گے۔ اللہ تعالی علامہ سعید اسعد کو اپنے والد گرامی کا صدقہ سلوی فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اور ان کی دینی خدمات درجہ اعتبار میں قائم رہیں۔

سوال نمبر 7: آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت جو انبیاء کرام علیہم السلام زندہ موجود تھے جیسے حضرت عیسی اور حضرت ادریس علیہما السلام آسمانوں میں بالاجماع و الاتفاق اور حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام زمین میں تو اسی وقت ان کی شریعت منسوخ ہوگئی؟ یا آپ پر نزول وحی اور اعلان نبوت کے بعد؟ جب آپ روز اول سے نبی بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی تو ان کی شریعت اس دن ختم کیوں نہ ہوئی؟ نیز آپ کے اعلان نبوت سے قبل جو احبار اور رہبان وغیرہ موجود ہے اور اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتے ہوئے دنیا سے کوچ کر گئے ان کا انجام

کیا ہوگا؟

اگر وہ دوزخی ہو گئے تو کیونکر؟ اور نبی مکرم ﷺ کے موجود ہونے کے باوجوداور آپ پر ایمان نہ لانے کے باوجود جنتی ہوں گے تو کیونکر؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہونے کا وقت

جو انبیاء کرام آپ ﷺ کی ولادت کے وقت زندہ موجود تھے (یعنی ان پر ابھی موت کا ذائقہ چکھنے کی باری نہیں آئی) خواہ زمین پر ہیں خواہ آسمان پر وہ سب خود بھی پردہ خفا میں چلے گئے۔ اور ان کی شریعتیں مخصوص قوم کے لئے تھیں وہ بھی پردہ عدم میں چلی گئیں۔ کیونکہ اب خورشید منور کی آمد ہوگئی اب رسالت عامہ کا پرچم لہرانے لگا۔ اب رحمۃ اللعالمین کا ظہور ہو گیا۔ جانور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ خوشیوں کے شادیانے بجنے لگے۔ نذیر اللعالمین کی آمد ہوگئی۔ بشیر اللعالمین کی ولادت ہوگئی۔ آپ ﷺ روز اول سے ہی نبی ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے خود فرمایا

انا اول النبیین خلقا و آخر هم بعثا

اول النبیین عالم خارج میں اور اسوقت علم الہی میں خاتم النبیین کے وصف کے ساتھ بھی متصف تھے۔ مگر اس وصف کا ظہور ولادت کے بعد ہوا۔ اس لئے پہلے انبیاء کی نبوتیں ولادت مصطفی ﷺ کے وقت سے پردہ خفا میں چلی گئیں۔ اور کوئی استحالہ لازم نہ آیا۔ البتہ علامہ سلوی کا یہ جملہ "ان کی شریعت اسی دن ختم کیوں نہ ہوئی"

اس وقت آپ کی نبوت اور آپ کا وجود پردہ باطن میں تھا۔ اور انبیاء کرام کو فیض

دے رہا تھا تو انکی شریعتیں ختم کیوں ہوتیں؟ احبار و رہبان، اگر انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں رسول کریم ﷺ کی معرفت اور پہچان حاصل ہوگئی تھی اور انہوں نے ہمارے آقا ﷺ کو تسلیم نہ کیا تو ان کا انجام بلاشبہ دوزخ ہے۔ اور اگر انہیں علم حاصل نہ ہوسکا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دیگر تعلیمات پر عمل کرنے کی بنا پر وہ بلاشبہ جنتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ محمد فرق بین الناس ۔آپ کے بارے بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہوئی ہے۔ اس کا تذکرہ انجیل میں موجود ہے۔ اس کی روشنی میں آپ کے ظہور کے بعد آپ کو ماننا آپ پر ایمان لانا پہچان ہوجانے کے بعد فرض تھا۔ ایمان نہ لاکر وہ جنتی کیسے ہوسکتے ہیں ان کا انجام دوزخ ہے۔ حدیث پاک ملاحظہ کریں

وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ، لَا یَسْمَعُ بِی اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُودِیٌّ، وَلَا نَصْرَانِیٌّ، ثُمَّ یَمُوتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِی اُرْسِلْتُ بِہٖ، اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ (مسلم کتاب الایمان)

سوال نمبر 8: اہل اسلام اور علمائے اسلام میں سے کس نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور ﷺ کی عالم اجسام کے لحاظ سے نبوت کا عرصہ تریسٹھ سال ہے؟ اور اس کی تصریح کیوں نہیں پائی گئی جب کہ دور نبوت کا عرصہ 23 سال ہونا جگہ جگہ مذکور اور مصرح ہے؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ و بکرم رسول اللہ ﷺ:۔

دور نبوت کا کل عرصہ تئیس سال اس لئے نہ بتایا گیا کہ باقی اوقات سے نبوت کی نفی کا وہم نہ ہوجائے۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی والی حدیث کے حوالے سے ارشاد فرمایا ویستدل بخبر الشّعبی وغیرہ مما تقدم فی الباب السابق علی أنه صلی الله علیه وسلم ولد نبیّاً، فإنّ نبوّته وجبت له حین أخذ المیثاق حیث استخرج من صلب آدم فکان نبیّاً حینئذ، لکن کانت مدة خروجه إلی الدنیا متأخرة عن ذلك، وذلك لا یمنع کونه نبیّاً کمن تولی ولایة ویؤمر بالتصرف فیها فی زمن مستقبل، فحکم الولایة ثابت له من حین ولایته، وإن کان تصرّفه یتأخر إلی حین مجیء الوقت. والأحادیث السابقة فی باب تقدم نبوته صلی الله علیه وسلم صریحة فی ذلك

(سبل الھدیٰ والرشاد)

اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ بطور نبی پیدا ہوئے۔ پیدائشی نبی ہیں۔ اور امام ابن رجب نے آپ کی پیدائشی بالفعل نبوت پر دلیل پیش کی ہے کہ میثاق کے وقت جب آپ کو صلب آدم سے نکالا گیا اس وقت آپ کیلئے نبوت ثابت ہو چکی تھی پس آپ ﷺ اسی وقت سے نبی ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے بھی عرباض بن ساریہ والی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ ولد نبیا (پیدائشی نبی ہیں)

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر صفحہ چالیس فرماتے ہیں

وفیه دلالة علی ان نبوته ﷺ لم تکن منحصرة فیما بعد الاربعین کما قال جماعة بل اشارة الی انه من یوم ولادته متصف بنعت نبوته

اس حدیث میں دلالت ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت چالیس سال کے بعد میں منحصر نہیں ہے (جیسا کہ ایک گروہ نے کہا) بلکہ اشارہ ہے کہ آپ ﷺ ولادت کے دن سے ہی وصف

نبوت کے ساتھ متصف تھے۔

امام عیسی بن عبداللہ نور البدایات وختم النھایات ص 41 میں فرماتے ہیں۔

کان ﷺ نبیا قبل جمیع الخلق فتکون نبوته ورسالته عامة لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیٰمةوتکون الانبیاء وامںهم کلهم من امته ویکون کونه بعثت الی الخلق کافةلا یختص به الناس من زمنه الی یوم القیٰمة بل یتناول قبلهم ایضا

آپ ﷺ جمیع مخلوق سے پہلے نبی تھے پس آپ کی نبوت ورسالت تمام مخلوق کو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر روز قیامت تک سب کو شامل ہے۔ تمام انبیاء اور انکی امتیں آپ کی امت کا حصہ ہیں۔ اور آپ کا قول بعثت الی الخلق کافة آپ کے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ان سے پہلے لوگوں کو بھی شامل ہے۔

خلاصہ یہ کہ

جن علماء کرام نے 23 سال دور نبوت کا ذکر کیا ہے وہ آپ کی حیات مبارکہ کے حوالے سے مکہ معظمہ میں قیام اور 10 سال مدینہ پاک میں قیام کو بتانا چاہتے ہیں۔ رہا زمانہ نبوت تو وہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے شروع ہوتا ہے۔ اور روز قیامت تک جاری رہتا ہے۔ اگر تریسٹھ سال کی تخصیص کرتے تو وہم ہو جاتا کہ آپ کی نبوت ورسالت کا کل زمانہ 63 سال ہے۔ جب کہ آپ کی نبوت ورسالت اولین وآخرین جن وانس، ارض وسماء، سب کو شامل ہے۔ عالم اجسام، عالم ارواح، عالم حیوانات، عالم نباتات، عالم جمادات سب کو شامل ہے۔

علماء کرام نے یہ بھی بتا دیا کہ آپ پیدائشی نبی ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کی نبوت کی

ابتداء کب ہوئی اور کب تک ہے۔ من اور الی دونوں کا استعمال کر دیا۔ اور واضح ہے من لابتداء الغایة والی لانتہاء الغایة تو اس کے بعد تردد کیا رہ جاتا ہے؟

مزید جواب یہ ہے کہ متعدد علماء کرام اعلان نبوت، ظہور نبوت، اظہار نبوت کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔ اگر ان کا مقصد چالیس سال کے بعد اعطاء نبوت تھا۔ تو انہیں اظہار، اعلان، ظہور استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

سوال نمبر 9: عالم ارواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اور کراتے بھی تھے جیسے کہ مروی ہے کان ذالك النور یسبح و تسبح الملائکة بتسبحیه

کیا یہاں بھی آپ نے قدم رنجہ فرما ہوتے ہی یہ مقدس عمل شروع فرما دیا تھا؟ اگر نبی ہونے کے باوجود یہ مقدس اور مبارک عمل نہیں کرایا بالخصوص اپنے خواص اور اخص الخواص سے بھی تو کیوں؟ کار نبوت بند کیوں کیا؟ بالخصوص اللہ تعالی کی تسبیح و تقدیس جس میں مشرکین پر کوئی اعتراض اور تنقید بھی نہ تھی اور نہ آپ کے اس عمل پر کوئی اعتراض ہو سکتا تھا۔ تو اس قدر عظیم کار خیر سے آپ نے آپ کو کیوں محروم رکھا؟ اور دوسرے لوگوں کو کیوں محروم رکھا؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔

ولادت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح و تہلیل کا سلسلہ جاری رکھا

بلاشبہ ہمارے آقا جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی اس عالم میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ نے

تسبیح وتہلیل کا مقدس عمل شروع کر دیا۔ انہ ﷺ لما وقع علی الارض رفع راسہ وقال بلسان فصیح لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ

(تاریخ الخمیس ج ا ص 273 خصائص کبریٰ ج ا ص 79 طبقات ابن سعد ج ا ص 102 ابن عساکر ج 3 ص 79 البدایہ والنہایہ ج 2 ص 264 زرقانی ج 7 ص 190)

پیدا ہوتے ہی آپ ﷺ نے فصیح زبان سے پڑھا

لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ

حضرت شفاء بنت عمرو نے بتایا کہ جب رسول خدا ﷺ کا حضرت سیدہ آمنہ کے ہاں تولد ہوا سب سے پہلے آپ میرے ہاتھوں میں تشریف لائے اور آواز نکالی

رحمك الله ورحمك ربك

میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا اللہ آپ پر رحم فرمائے

آپ کا رب آپ پر رحمت کے پھول برسائے

حضرت شفاء فرماتی ہیں میرے سامنے مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ تھا سب روشن ہو گیا یہاں تک میں نے روم کے محلات دیکھ لئے۔ پھر میں نے آپ کو لباس پہنا کر لٹا دیا۔ اسی دوران مجھ پر اچانک رعب چھا گیا اور کپکپی طاری ہو گئی اور روشنی بھی کم ہو گئی۔ میں نے اچانک قائل کو سنا کہہ رہا تھا انہیں کہاں لے گئے ہیں؟ دوسرے نے کہا مغرب کی طرف لے گئے ہیں۔ پھر روشنی پھیل گئی اس کے بعد پھر رعب چھا گیا۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے اور پھر تاریکی چھا گئی۔ اس دفعہ یہ کیفیت بائیں طرف سے ظاہر ہوئی۔ میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے انہیں کہاں لے گئے ہیں۔ دوسرے نے کہا مشرق کی طرف۔ حضرت شفاء فرماتی ہیں یہ کیفیت میرے دل پر نقش ہو گئی۔ حتی کہ جب آپ نے نبوت کا دعوی فرمایا

تو میں پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں شامل تھی۔ (خصائص کبریٰ ج 1 ص 8، دلائل النبوۃ ج 1 ص 94)

عمرو بن قتیبہؒ سے روایت ہے کہ میرے والد بہت بڑے عالم دین تھے انھوں نے بتایا جب سیدہ آمنہ کے ہاں رسول اللہ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو، خود در رسول پر حاضر ہو جاؤ وہ اترے ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگے دنیا کے پہاڑ فخر سے بلند ہو گئے سمندروں میں روانی آ گئی، موجیں اٹھنے لگیں اور اہل زمین میں بشارت سلامت اور مبارک کا سلسلہ چل نکلا ہر فرشتہ در رسول پر حاضر ہو گیا شیطان کو ستر زنجیروں میں جکڑ دیا گیا یہاں تک کہ بیت اللہ کے اندر سے آوازیں آنے لگیں اب مجھے میرا نور واپس کر دیا جائے گا مجھے نجاستوں سے پاک کر دیا جائے گا خلاصہ یہ کہ اس عالم میں تسبیح کا رنگ بدل گیا مگر اصل تسبیح قائم رہی آپ نے پیدا ہوتے ہی توحید خداوندی کا اظہار کیا اپنی رسالت کا اظہار کیا ہر طرف خوشی و مسرت کے ترانے شروع ہو گئے شیاطین زنجیروں میں جکڑے گئے مزید معلومات کیلئے مطالعہ کریں انوار محمدیہ، البدایہ والنھایہ

- آپ ﷺ کی برکت سے قریشیوں کے جانور بول اٹھے ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے (خصائص کبریٰ)

لہذا علامہ سلوی نے بوقت سوال دل میں پہلے بٹھا لیا کہ رسول کریم ﷺ نے اس عالم میں قدم رنجہ فرمانے کے بعد تسبیح کا سلسلہ بند کر دیا حالانکہ تسبیح کا سلسلہ بند نہ ہوا بلکہ وقت ولادت جاری رہا اور آپ کی ظاہری حیات کے آخری لمحہ تک تسبیح جاری رہی فسبح بحمدك ربك واستغفره یہ تو بعد میں محض امت کی تعلیم کے لئے واضح ارشاد تھا تو

جب تسبیح کا سلسلہ مطابق حوالہ جات جاری رہا غار حرا میں اربعین سے پہلے عبادت مراقبہ ذکر الٰہی، تسبیح وتہلیل کے سلسلے واضح طور پر حدیث سے ثابت ہیں یہ تحنث کی مختلف اشکال ہیں۔لہذا علامہ سلوی کے سوال کی باقی سب شقیں جن کا تعلق اور بنا عدم جریان تسبیح کے ساتھ ہے، باطل ہوگئیں

سوال نمبر 10 :۔ کیا منصب نبوت پر فائز ہستی کو نبوت چھپانا جائز ہے اور تقیہ کرنا درست ہے اور وہ بھی چالیس سال اور عمر شریف کے قریبا دو تہائی تک جبکہ یہ روافض کا عقیدہ ہے ''لا دین لمن لا تقیة له' 'وغیرہ وغیرہ اور امام پاک نے یہ عظیم ترین قربانی دیکر نبی مکرم ﷺ اور علی المرتضیٰؓ کے مقدس دامنوں سے اس داغ اور دھبہ کو اپنے مقدس خون کیساتھ ہمیشہ کیلئے صاف کر دیا تھا کہ جب ان کے خون پاک اور جوہر اقدس سے تولد ہونے والوں کی حق پرستی اور باطل سوزی کا یہ عالم ہے تو ان کے اصول کرام کے اعلان حق اور ابطال باطل کی شان کیا ہونی چاہیے نیز اہل تشیع کے تقیہ والے نظریہ پر ہم کس منہ سے رد وانکار کرسکیں گے جبکہ ہم نبی الانبیاء ﷺ کے حق میں نبوت کے تقریبا دو تہائی عرصہ میں تقیہ پر عمل پیرا تسلیم کرتے ہوں اور وہ بھی نہ صرف عوام الناس سے بلکہ اخص الخواص سے بھی

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

اظہار نبوت کے وقت اظہار فرمایا اخفاء نبوت اور تقیہ کا یہاں کوئی تصور نہیں

رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت ورسالت کو پیدا ہوتے ہی ظاہر فرمادیا تھا جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے۔اور علامات سے بے شمار لوگوں نے پہچان لیا جیسا کہ بحیرا راهب،

نسطور، حبیب النجار وغیرہ نے پہچان لیا اور ایمان لے آئے البتہ غار حرا کے واقعہ کے بعد آپ نے مخصوص انداز میں اظہار کا آغاز فرمایا مگر ابتدا یہ محدود اظہار تھا جیسا کہ ارشاد ہے

وانذر عشیرتک الاقربین

روایات کے مطابق یہ سلسلہ 3 سال تک جاری رہا پھر اظہار کا ایک اور انداز شروع ہوا مطابق ارشاد **فاصدع بما تئومر واعرض عن المشرکین** نبوت کے اخفاء کا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا نہ ہی کسی کا عقیدہ ہے کہ آپ کو اخفاء نبوت کا امر تھا البتہ اظہار نبوت کے طرق میں اختلاف مطابق حالات تھا جس طرح شراب کی حرمت کے 3 مرحلے ہیں جن کا ذکر سورۃ البقرۃ، سورۃ النساء اور سورۃ المائدۃ کی آیات میں ہے اسی طرح اظہار نبوت کے 3 مرحلے ہیں۔ ولادت سے چالیس سال کی عمر تک، چالیس سے 43 سال کی عمر تک اظہار کا انداز اور ہے اور 43 سے آگے اظہار کا انداز اور ہے۔ مکی زندگی میں کفار کے ساتھ سلوک کا انداز اور ہے اور مدنی زندگی میں انداز اور ہے اور فتح مکہ کے بعد ان کے ساتھ سلوک کا انداز اور ہے جب نبوت کے اخفاء کے ہم قائل ہی نہیں تو اس کے بعد تقیہ کے حوالے سے سوالات بے کار ہیں۔ تقیہ کی تعریف ہے ''حق چھپانا بوجہ خوف کے'' حق چھپانے کا کسی نے قول کیا تو آپ اسے تقیہ قرار دیں اس کے بعد تقیہ کے نقصانات کے حوالے سے گفتگو کریں **بناء الفاسد علی الفاسد** کا ارتکاب علامہ سلوی بہت کرتے ہیں جب اخفاء نبوت نہیں تو تقیہ نہیں جب تقیہ نہیں تو نہ رسول پاک ﷺ پر نہ حضرت علیؑ پر تقیہ کرنے کا الزام لگانا جائز ہے نہ امام حسینؑ کو تقیہ کا داغ دھونے کی حاجت ہے

سوال نمبر ۱۱:۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ نور محمدی ﷺ سیدنا آدم علیہ السلام سے پشت در پشت منتقل ہوتا رہا تقریباً یہ چھ ہزار کا دورانیہ ہے اس عرصے میں آپ ﷺ کو نبی کیوں نہ مانا جائے ؟ کیا آپ ﷺ کی حقیقت نوریہ سے نبوت سلب ہوگئی تھی ؟ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو اندریں صورت آپ ﷺ کو بالفعل نبی نہ ماننے والے پر کوئی فتوی لگانا ضروری کیوں نہیں؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

انتقال نور محمدی کے دور میں بھی آپ پشت در پشت نبی تھے

رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو جاننا، سمجھنا مخلوق کے بس میں نہیں ہے جیسا کہ آقا ﷺ نے اپنے یار غار ممدوح کائنات سیدنا صدیق اکبرؓ کو فرمایا 'میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا' جب صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا ''متی وجبت لك النبوة '' آپ کیلئے نبوت کب سے ثابت ہے؟ تو آقا کریم ﷺ نے جواب دیا ''کنت نبیا وآدم بین روح والجسد '' واضح ہے کنت میں ت کا مصداق اور ت سے مراد **روح مع الجسد** ہے کیونکہ محل بیان سے بیان کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اور نبوت کا سلب جائز نہیں حوالہ گذر چکا ہے آپ ﷺ نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ آپ ﷺ عالم خارج میں بھی نبی ہیں جس طرح انسان کے اجزاء اصلیہ ہر حال میں قائم رہتے ہیں حالانکہ انسان وھی رمیم ہو جاتا ہے اسی طرح آقا کریم ﷺ کے جملہ اوصاف ہر حال میں قائم رہے اظہار اس وصف کا ہوا جس وصف کا اظہار مطابق تھا اور موافق تھا لہذا چھ سو سال کے دورانیہ میں رسول اللہ ﷺ کو بالفعل

ماننے میں کوئی استحالہ نہیں جس طرح شرح فقہ اکبر میں اللہ تعالی جل شانہ کے بارے میں عقیدہ بیان فرمایا کان اللہ خالقا ولم یخلق کان اللہ رازقا ولم یرزق یہ فقہ اکبر کی عبارت ہے علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں ای یحدث المخلوق ان یوجد المرزوق فھما من قبیل اطلاق المشتق قبل وجود المعنی المشتق منہ مطلب یہ کہ اللہ تعالی مخلوق کو ایجاد کرنے سے پہلے خالق تھا اور خالق ہے اور رزق ایجاد کرنے سے پہلے رازق تھا اور رازق ہے

ولعل الامام الاعظمؒ کرر ھذاالمرام لاعلام بان ھذاھو المعتقد الصحیح الذی یعتمدہ الخواص والعوام امام اعظمؒ نے ایک مقصد کا تذکرہ کیا یہ واضح کرنے کیلئے کہ یہ صحیح ثابت شدہ حقیقت ہے۔جس پر خاص وعام کو اعتماد کرنا چاہئے

وقال الزرکشی اطلاق نحو الخاق والرازق فی وصفہ سبحانہ قبل وجود الخلق والرزق حقیقۃ زرکشی نے کہا خالق اور رازق کا اطلاق خلق اور رزق کے وجود سے پہلے حقیقت ہے اگرچہ ہم صفات فعل کے حادث کے قول کرتے ہیں وایضا لو کان مجازا لصح نفیہ والحال ان القول بانہ لیس خالقا ورازقا وقادرا فی الازل امر مستھجن لا یقال مثلہ ولا یصح دفعہ بانہ لایقال اوجد المخلوق فی الازل حقیقۃ یہ اطلاق مجازی نہیں ورنہ مجازی معنی کی نفی درست ہوتی ہے اور درست نہیں یہ کہنا کہ ازل میں خالق ،رازق اور قادر نہیں انتہائی ناپسندیدہ قول ہے اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ازل میں حقیقۃ اس نے مخلوق کو ایجاد کر دیا تھا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم روز ازل سے روز قیامت تک نبی ہیں پیدائشی نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول الخلق ،اول نبی ہوئے اس کے بعد مختلف مراحل سے گذرے ساجدین میں تقلب ہوا تمام

مراحل میں آپ بالفعل نبی ہیں۔ لہذا آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ فلان دورانیہ میں نبی نہ تھے بالکل غلط ہے اور بہت بڑی جرأت ہے اِنَّ الَّذِین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون

سوال نمبر 12:۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قصیدہ در مدح سرکار دو جہاں ﷺ یہ سوال انتہائی الجھاؤ کا شکار ہے۔ رسالہ سے تو کچھ واضح نہیں ہوتا کہ علامہ سلوی عاشقان رسول سے کیا سوال کرنا چاہتے ہیں البتہ تحقیقات کے صفحہ 75 تا 79 سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سلوی کُنْتُ نَبِیًّا والی حدیث میں کُنْتُ کی ضمیر سے مراد سرکار دو عالم ﷺ کی مکمل ذات جسم بمعہ روح مراد نہیں لیتے بلکہ صرف اور صرف روح بمعہ جوہر نورانی مراد لیتے ہیں۔

اور اس پر استدلال سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے قصیدہ سے کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ جلد ہی علامہ سلوی جسمانی معراج کا انکار کرنے کی جرأت کریں گے اور سر سید احمد کی ہمنوائی میں کہیں گے بِعَبْدِہٖ سے مراد صرف اور صرف روح محمد ہے۔ روح بمعہ جسم ہرگز ہرگز مراد نہیں۔ لہذا معراج صرف روح مبارک کو نصیب ہوئی اور یہ روحانی اسراء ہے۔

علامہ سلوی اسی تسلسل میں اپنی کتاب کے صفحہ 77 پر لکھتے ہیں۔

''چھ ہزار سال کیلئے نبوت و رسالت کی نفی اور انکار اگر گستاخی اور بے ادبی نہیں ہے تو مزید چالیس سال شامل کر لینا کیونکر بے ادبی اور گستاخی قرار پائے گا''

صفحہ 79 پر مزید رقمطراز ہیں۔

''تو گویا آدم علیہ السلام کے روح اور جسم کی تخلیق اور آپ ﷺ کے جوہر نوری اور حقیقت

محمد یہ کی تخلیق کے درمیان ہزاروں سال بلکہ لاکھوں سال کا فاصلہ ہے اور آپ فرماتے ہیں اس وقت نبوت سے بہرہ ور کیا جا چکا تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ کے درمیان تھے اور روح اور جسد کے درمیان تھے''۔

اس قدر طویل عرصہ اور دراز زمانہ میں آپ کا نبی نہ بنایا جانا کیا یہ آپ کی کسر شان اور آپ کی توہین اور تحقیر، اساءت اور بے ادبی نہیں؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

کُنْتُ نَبِیًّا سے مراد مکمل ذات مصطفےٰ ﷺ ہے نہ کہ صرف روح

کُنْتُ نَبِیًّا میں آپ ﷺ کی ذات مقدسہ (مکمل) مراد ہے کیونکہ آپ کا یہ ارشاد صحابہ کرام کی میں مجلس میں ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ وضاحت نہیں کی کہ کُنْتُ سے مراد صرف آپ کی روح اور جوہر نورانی ہے اور بس اور نہ ہی آقا کریم ﷺ نے خود ایسی وضاحت فرمائی اور نہ ہی اس حدیث شریف کے حوالہ سے کسی محدث نے یہ وضاحت فرمائی۔

یہ ایجاد بندہ ہے جس کا ذہن گندہ ہے۔

لہذا بہتر ہے ارشاد رسول کو من وعن تسلیم کر لیا جائے اور اس میں لا یعنی قسم کی تاویلات سے گریز کیا جائے۔ اور یہ یقین رکھا جائے کہ آپ ﷺ کی حقیقت تک رسائی جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ممکن نہیں تو علامہ سلوی کس باغ کی مولی ہیں؟

باقی رہا علامہ سلوی کا ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بارے یہ ناپاک جملہ

''وہ چھ ہزار سال نبی نہ تھے اور لاکھوں سال تک نبی نہ تھے''

یہ سلوی کا اپنا نظریہ ہے کوئی عاشق رسول آپ ﷺ سے کسی لمحہ کیلئے نبوت ورسالت کی نفی نہیں کرتا۔ جن مراحل سے گذر میرے آقا کا ہوا ان کو خود ہی تو بیان کر رہے ہیں اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آپ کے متعلق جو کچھ کہہ رہے ہیں مثلاً یہاں دنیا (عالم ظاہر) میں جلوہ گری سے پہلے آپ جنت کے درختوں کے سایہ میں تھے کشتی نوح پر آپ سوار تھے، نار نمرود میں آپ موجود تھے اس لئے نار نمرود ٹھنڈی ہوگئی تھی (حضرت سیدنا ابراہیم پر)

جس طرح سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اصلاب وارحام میں یہ بیان منتقلی کو ضمیر خطاب سے تعبیر فرمایا اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ضمیر متکلم سے اپنی ذات کے مختلف انہی مراحل کو بیان فرمایا ان مراحل میں نبوت مصطفےٰ ﷺ کی نفی اور انکار کیلئے استدلال کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ جب تسلیم ہے کہ نبوت ورسالت ایسے اوصاف ہیں جو قابل سلب نہیں جو سلب کا قول کرے وہ کافر ہے۔

جو ذات ساری کائنات سے اوّل مخلوق ہوگئی جبکہ زمین وآسمان بھی موجود نہ تھے اور جب کہ قرآن پاک سے صاف معلوم ہوتا ہے۔

آپ اول المسلمین ہیں۔ آپ اول المؤمنین ہیں اور حدیث بتاتی ہے کہ آپ اول النبین ہیں۔ اگر اول المسلمین ہونے کا انکار نہیں تو اول النبین ہونے کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ اور کیوں انکار کیا جا رہا ہے۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ علامہ سلوی کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قصیدہ کے اشعار سے آقا کریم ﷺ کی چھ ہزار سال یا لاکھوں سال نبوت کی نفی اور انکار باطل ہے اور یہ عقیدہ پہلی دفعہ علامہ سلوی کے دماغ میں اور ان کے ذریعے محمد سعید اسعد کے دماغ میں شیطان نے داخل کیا فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔

سوال نمبر 13:۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ والی حدیث میں سلوی تاویلات۔ علامہ سلوی فرماتے ہیں ''کیا اس حدیث (کُنْتُ نَبِیًّا) کو ظاہری معنی پر محمول کرنا واجب ولازم ہے؟

جبکہ یہ امر محل نظر ہے اور جمہور علماء کے نزدیک مؤول ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

ظاہری اور حقیقی معنی کو صرف بوقت ضرورت ترک کیا جا سکتا ہے

جی ہاں ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کرنا لازم ہے اور واجب ہے کیونکہ حدیث صحیح حسن ہے اور تاویل کی ضرورت مشترک المعنی میں ہوتی ہے اور کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ مشترک نہیں تاکہ تاویل کی حاجت ہو مؤول مشترک کی ہی قسم ہے غالب رائے سے اس کے معانی میں سے کسی معنی کو ترجیح دی جاتی ''حسامی'' میں ہے والمول وھو ما ترجح من المشترك بعض وجوهه بغالب الرای

''اور حقیقی معنی ترک کرنے کیلئے ضروری ہے کہ حقیقت مہجورہ ہو یا حقیقت متعذرہ ہو جیسا کہ ''اصول الشاشی'' میں لکھا ہے۔ اور یہاں تاویل کی حاجت نہیں حقیقت متعذرہ نہیں مہجورہ نہیں۔ لہذا ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کرنا لازم ہے، واجب ہے۔

علامہ سلوی کی تاویلات ملاحظہ کریں

اور ساتھ ہی علامہ اقبال کی ہمنوائی میں کہہ دیں

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت　　خدا و جبریل و مصطفےٰ را

پہلی سلوی تاویل (حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ کی) مستقبل میں

حتمی طور پر ملنے والی نبوت کو تیقن حصول کی بنا پر صیغہ ماضی سے تعبیر کرتے ہوئے فرمادیا کہ
''اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنادیا ہے''

اقول نمبر 1۔ یہ تاویل باطل ہے کیونکہ حدیث پاک کے ساتھ جملہ حالیہ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ بھی ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ حال کا زمانہ اور اس کے عامل کا زمانہ متحد ہوتا ہے جس طرح جاء زید وھو راکب زید کی سواری کا زمانہ اور اس کے عامل کا زمانہ ایک ہے۔ لہذا سیدنا آدم کا بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ کے زمانہ میں آپ کا نبی ہونا اس حدیث پاک کا صریح مدلول ہے لہذا علامہ سلوی کی پہلی تاویل باطل ہے۔

نمبر 2 یہ تاویل اس لئے باطل ہے کہ یہ حدیث پاک صحابہ کرام کے سوال یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّةُ؟

یارسول اللہ آپ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ کے جواب میں وارد ہوئی۔

واضح بات ہے کہ غار حرا کے واقعات کے بعد یہ سوال کیا گیا۔ لہذا صیغہ ماضی سے مستقبل مراد لینے کی یہاں گنجائش ہی نہیں۔

دوسری سلوی تاویل۔ یہ تاویل کرلی جائے کہ عالم ارواح کی نبوت الگ ہے جیسے اس حدیث پاک سے ثابت ہے اور عالم اجسام کی نبوت الگ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دو نبوتوں اور دو رسالتوں سے نوازا۔ جس طرح امام سبکی وغیرہ کا نظریہ ہے تو اس پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟

اقول: یہ تاویل قابل توجہ ہے امام سبکی وغیرہ پر فتویٰ عائد کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ رسول اللہ کو کسی لمحہ نبوت سے خالی تسلیم نہیں کرتے۔ وہ نبوت اولیٰ کو بھی مانتے ہیں

اور نبوت ثانیہ کو بھی مانتے ہیں۔ اور علامہ سبکی نے کہیں بھی اور کسی وقت بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کے سلب کا قول نہیں کیا ہے۔

ثابت ہوا کہ علامہ سبکی کے نزدیک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت ولادت اور قبل اربعین سنہ نبوت اولیٰ کے ساتھ متصف تھے اور چالیس سال کی عمر مبارکہ میں نبوت ثانیہ کا ظہور ہو گیا۔

مقسم مطلق نبوت ہے اور اس کی دو اقسام ہیں نبوت اولیٰ، نبوت ثانیہ

اس تاویل کی روشنی میں آپ کو درج ذیل امور تسلیم کرنا ہونگے۔

الف: ہمارے پیارے پیغمبر بوقت ولادت نبی تھے۔ چالیس سالہ عمر مبارک میں بھی نبی تھے خواہ نبوت اولیٰ کے ساتھ ہی متصف مانیں اور نبوت ثانیہ کو اس سے الگ مان لیں۔

ب: آپ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی کتاب ''تحقیقات'' میں لکھا کہ

''چھ ہزار سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ تھے''

''لاکھوں سال نبی نہ تھے''

اس تاویل کی روشنی میں باطل اور غلط ماننا پڑے گا۔

نیز نبی کی تعریف ''انسان بعثه الله'' پر آپ کو دوبارہ غور کرنا پڑے گا۔ لہذا اس تاویل سبکی سے سلوی کا کچھ نہیں بچتا۔

تیسری سلوی تاویل (کُنْتُ نَبِیًّا کی) یا یہ تاویل کر لی جائے کہ عالم ارواح والی نبوت ولادت شریف کے بعد بھی باقی تھی لیکن روح اقدس کے بشری بدن میں حلول کے بعد فی الجملہ حجاب طاری ہو گیا جس طرح کے عارف باللہ قطب سبحانی فاسی کا نظریہ ہے اور علامہ نبھانی وغیرہ کا اور تدریجی طور پر اس حجاب کو دور کر دیا گیا۔

اور چالیس سال کے بعد مکمل طور پر حجاب مرتفع ہونے پر نزول وحی اور عملی اور بالفعل نبوت کا آغاز ہوگیا تو اس قول کے قائلین حضرات کسی فتویٰ کی زد میں آسکتے ہیں؟

یا ان سے درگذر کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟

اقول: یہ قائلین فتویٰ کی زد میں نہیں ہیں اس لئے کہ یہ قائلین آقا ﷺ کی پیدائشی بالفعل نبوت کے قائل ہیں البتہ وہ فرماتے ہیں کہ

بالفعل پیدائشی نبوت کے سامنے بشریت کا حجاب آگیا جس طرح آفتاب بالفعل موجود ہوتا ہے اس کے سامنے ''سحاب'' حجاب بن جاتا ہے۔ اسکی چمک اور تیز روشنی پردہ میں چلی جاتی ہے۔

علامہ نبہانی اور علامہ فاسی کی اس تاویل سے علامہ سلوی کا کچھ نہیں بچے گا اس لئے کہ علامہ سلوی اور اس کے ہمنوا منکرین پیدائشی نبوت ہیں۔ جبکہ مذکور علماء بالفعل پیدائشی نبوت کے قائل ہیں۔ حجاب میں ہونے سے شے کا عدم نہیں ہوتا۔ بلکہ حجاب میں ہونے سے شے کا موجود بالفعل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہذا علامہ سلوی کا انکار نہ صرف پیدائشی نبوت کا بلکہ چھ ہزار سال بلکہ لاکھوں سال ہمارے نبی ﷺ کو مطلق وصف نبوت سے خالی قرار دینا، بالفعل اور بالقوہ کا چکر چلانا، عالم ارواح اور عالم اجسام کے حوالے سے ہمارے آقا ﷺ سے اتنی بڑی مدت کیلئے وصف نبوت کی نفی کرنا باطل قرار پایا۔

چوتھی سلوی تاویل (کُنْتُ نَبِیًّا حدیث کی) یا یہ تاویل کردی جائے کہ آپ کے نبی بنائے جانے کی تشہیر اور اشاعت کردی گئی تھی جبکہ دوسرے انبیاء علیہ وعلیہم التسلیم کی نبوت صرف علم الٰہی میں تھی ان کے اس طرح تشہیر و اشاعت نہیں کی گئی جیسے کہ اکثر علماء کرام اور

محدثین علیہم الرحمہ کا عندیہ ہے۔

اقول: یہ تاویل اس حد تک تو درست ہے کہ آپ کے نبی بنائے جانے کی تشہیر کر دی گئی تھی ۔لیکن اگر اس کا ساتھ ہی یہ مطلب بھی لیا جائے کہ فی الواقعہ اور بالفعل آپ نبی نہیں تھے۔ تو کلام خدا اور کلام مصطفٰے میں کذب لازم آئے گا۔ کیونکہ ساق عرش پر بھی سیدنا آدم علیہ السلام نے لکھا ہوا دیکھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

واضح ہے اگر آپ ﷺ اس وقت رسول نہیں تھے بلکہ مقصد صرف تشہیر تھا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں تجدد وحدوث ہے ہی نہیں بلکہ اس میں دوام اور استمرار ہے لہذا ضروری ہے کہ جملہ ساق عرش پر لکھنے سے پہلے آپ کو وصف رسالت کے ساتھ متصف کر دیا گیا ہو ورنہ خارج (محکی عنہ) کے ساتھ عدم مطابقت کی وجہ سے کذب لازم آئے گا۔ اور کلام الٰہی میں کذب محال ہے۔ لہذا آپ کو بالفعل نبی تسلیم کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے صرف تشہیر مقصود ہو اور فی الواقعہ اور بالفعل آپ رسول نہ ہوں تو لازم آئیگا اسکے قرین جملہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بھی صرف تشہیر مقصود ہو ورنہ انتشار فی الجمل لازم آئیگا جو کہ قبیح ہے کہ ایک جملہ میں حقیقت واقعی مقصود ہو اور دوسرے جملہ میں صرف تشہیر مقصود ہو اور وہاں حقیقت اس وقت بالفعل موجود ہی نہ ہو۔

علامہ سلوی کہتے ہیں ایک روایت کُتِبْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ بھی مروی ہے لہذا کُنْتُ نَبِیًّا کی ایسی تاویل کی جائے کہ روایات میں توافق رہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا والی روایت تو صحیح حسن ہے اگر کُتِبْتُ نَبِیًّا والی روایت بھی

صحیح ثابت ہو تو ان میں کوئی تعارض نہیں دونوں کے الگ الگ محمل ہیں کُنْتُ نَبِيًّا کا مطلب ہے کہ میں تخلیق آدم کے وقت بالفعل نبی تھا اور کُتِبْتُ نَبِيًّا کا مطلب ہے کہ میرا بالفعل نبی ہونا لوح محفوظ پر لکھ بھی دیا گیا تھا۔ جب کہ ساق عرش پر مُحَمَّد رَسُوْلُ اللّٰه لکھ دیا گیا تھا۔ مذکورہ حدیث میں سوالیہ الفاظ درج ذیل روایات کے ساتھ بھی مروی ہیں

مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ ؟ مَتٰى جُعِلْتَ نَبِيًّا ؟ مَتٰى بُعِثْتَ نَبِيًّا

مَتٰى كُنْتَ نَبِيًّا ؟ مَتٰى اُخِذَ مِيْثَاقُكَ ؟ مَتٰى خُلِقْتَ نَبِيًّا

آپ کے بارے بلاشبہ لکھ دیا گیا تھا وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اور یہ بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِى الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِى الْبَعْثِ (باعتبار خلق کے میں سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت (ظہور) کے سب سے آخری نبی ہوں) لہذا اول النبیین بالفعل ہیں اور خاتم النبیین بوقت ظہور ہیں۔

ہمارے آقا اول بھی ہیں آخر بھی ہیں ظاہر بھی ہیں باطن بھی۔

خداوند عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفات اربعہ کے ساتھ متصف فرمایا ہے۔

کُنْتُ نَبِيًّا کا معنی میرے نبی بنائے جانے کا فیصلہ ہو گیا۔

اس میں تو کوئی خصوصیت نہیں اس لئے کہ فیصلہ تو ہر شے کا روز ازل ہی ہو گیا۔ اسی کو قضاو قدر کہتے ہیں لہذا علامہ سلوی دوسرے بزرگوں کے نام بطور ڈھال استعمال نہ کریں۔ بزرگوں کی تاویلات میں نفی اور انکار کا پہلو نہیں ہے۔ اور علامہ سلوی کا سارا زور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نہ کسی طرح وصف نبوت کی (لاکھوں سال کی مدت میں) نفی کی جائے۔

سوال نمبر 14 :۔ علامہ سلوی رقمطراز ہیں

دلائل شرع کتاب اللہ اور حدیث وسنت اور اجماع وقیاس ہیں جبکہ قیاس سے تو کوئی عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور اجماع اور حدیث قطعی عقیدہ کی دلیل تب بن سکتے ہیں جب ان کا ثبوت قطعی ہو اور آیات مبارکہ بھی صریح الدلالۃ اور غیر مؤول ہوں ۔ جب کہ آپ کا عالم خارج میں بالفعل نبی ہونا نہ کسی قطعی الدلالۃ آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ اور نہ حدیث متواتر سے اور نہ اجماع امت سے تو اسکو قطعی عقیدہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور پیدا ہوتے ہی منصب نبوت پر بالفعل فائز ہونا اسی نظریہ پر مبنی اور متفرع ہے۔ تو پھر اس کو قطعی عقیدہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟۔ اور آنحضور ﷺ کو پیدا ہوتے ہی جسمانی طور پر اور عملی طور پر بالفعل نبی ماننا فرائض اسلام میں کیونکر شمار ہوسکتا ہے؟ اور مخالف کی تکفیر و تفسیق کا کیا جواز ہے؟۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ :۔

روز ازل سے آپ ﷺ کی نبوت قرآنی آیات اور صحیح احادیث سے ثابت ہے ان کا انکار نہ کرے گا مگر بدبخت اور بدنصیب

عالم ارواح میں، عالم خارج میں اور عالم اجسام میں رسول کریم ﷺ سب سے پہلے مسلمان، سب سے پہلے عابد، سب کیلئے رحمت اور سب کیلئے رسول ہیں بالترتیب ارشادات ملاحظہ کریں

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (الانعام : 163)

فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ (الزخرف : 81)

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ (الانبیاء: 107)

اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف : 158)

وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً (مسلم: کتاب المساجد)

اس کے ساتھ ہی آپکا ارشاد گرامی ہے

کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَآخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ (مسند الشامیین لطبرانی))

مزید آپ کا ارشاد گرامی ہے

مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا؟ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مستدرک علی الصحیحین للحاکم)

کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مصنف ابن ابی شیبہ)

مزید خداوند عالم نے آپ ﷺ کو تشبیہ بلیغ میں فرمایا و سراجا منیرا (الاحزاب)

اور آپ کے بارے حدیث قدسی بالفاظ مختلفہ وارد ہے

یَقُوْلُ اللّٰہُ عزوجل وَعِزَّتِی وَجَلَالِی لولاک مَا خلقت الْجَنَّۃَ ولولاک مَا خلقت الدُّنْیَا (الفردوس بماثور الخطاب: باب الجیم)

آیات ربانی قطعی الثبوت ہیں یونہی احادیث مبارکہ مجموعی طور پر قطعی الثبوت ہیں۔البتہ دلالت اس بات پر کہ آپ ﷺ سب سے پہلے خلق ہوئے،سب سے پہلے نبوت عطا کی گئی اور وہ نبوت بدستور قائم ہے اس نبوت کا سلب نہ ہوا تو جو شخص آپ ﷺ کو وجہ تخلیق کائنات مانتا ہو آپ کو رحمۃ للعالمین مانتا ہو آپ کو ساری کائنات کا رسول مانتا ہو۔اور ساتھ ہی متعدد اوقات میں آقا کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار کرتا ہو تو اسے کم از کم فاسق بھی

نہ کہا جائے اور اسے آزادی دی جائے کہ تمام مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا انکار کرے۔اور فاسق بھی نہ بنے۔

لہذا جب رسول اللہ کیلئے درج بالا آیات اور احادیث میں مذکورہ اوصاف ماننا لازم ہے تو آپ کو از ابتدا نبی رسول ماننا بھی ان آیات واحادیث کی روشنی میں لازم ہے اور آپ کو پیدائشی نبی ماننا بھی لازم ہے۔

جو آپ کی پیدائشی نبوت کا انکار کرے اسے تنبیہ کرنے کیلئے کم از کم یہ کہنا لازم ہے کہ وہ عاشقان رسول کے طریقہ سے بھٹک گیا ہے وہ صراط مستقیم سے اتر گیا ہے وہ سبیل المؤمنین سے جدا ہو گیا ہے۔

سوال نمبر 15: ۔کیا روح مجرد اور بدن میں مدبر و متصرف اور حلول کرنے والی روح کے احکام ایک جیسے ہوتے ہیں؟

ہم سے الست بربکم پوچھا گیا اور ہم نے بَلٰی کے ساتھ جواب دیدیا تو کیا وہی اقرار ربوبیت یہاں بھی کافی ہے اور از سر نو اقرار و تصدیق باللہ اور تصدیق بالرسول کی اور فرائض و واجبات پر عمل کی اور محرمات ومکروہات سے احتراز و اجتناب کی ضرورت نہیں ہے؟

جب یہ امر باطل محض ہے اور یہاں پر از سر نو اقرار باللسان اور تصدیق باللسان اور عمل بالارکان ضروری ہے تو عالم ارواح کی نبوت پر اس دار تکلیف اور عالم اجسام نبوت کا قیاس کیونکر درست ہوگا؟

نیز حضرت ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بشری روپ میں حاضر ہوئے تھے اور

انہوں نے ان کو تھپڑ مار دیا جس سے انکی آنکھ ختم ہوگئی۔ اگر وہ ملکی حالت میں ہوتے تو کیا تھپڑ لگ سکتا تھا اور آنکھ پھوٹ سکتی تھی؟

جہاں صرف روپ بشری ہو حقیقت اگرچہ نوری ہو وہاں اس طرح کی تنزلی اور ضعف و ناتوانی اور تاثر و انفعال وقوع پذیر ہو جائے۔ تو جہاں حقیقت نوریہ کے ساتھ ساتھ بشریت بھی حقیقی ہو اور بار بار شق صدر ہو رہے ہیں وہاں کسی قسم کی تبدیلی محال کیونکر ہو سکتی ہے؟

اور عالم ارواح والی کیفیات سے بے التفاتی اور بے توجہی اور ذھول کیونکر طاری نہیں ہو سکتا؟

اور وہاں کی بقول بعض عرفاء بالفعل نبوت اس عالم کون وفساد میں اور بشری جسم حلول کے بعد جسمانی لحاظ سے بالقوۃ نبوت میں کیونکر نہیں بدل سکتی اور وہ بھی محدود عرصہ کیلیے؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

رسول اللہ ﷺ بے مثل ہیں آپ کو دوسری مخلوق پر قیاس کرنا محرومی ہے آپ کی روح اور آپ کا جسم دونوں بے مثال ہیں۔

آپ عام مخلوق کے احوال پر سرور کائنات ﷺ کو قیاس کر رہے ہیں۔ اور واضح ہے یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے جو نا قابل قبول بلکہ مردود ہے کہاں ذات مصطفےٰ ﷺ جن کے بارے انبیاء کرام سے عہد لیا گیا اور کہاں عام مخلوق جن سے اللہ پاک کی ربوبیت کے بارے عہد لیا گیا۔ عام مخلوق اپنا عہد بھول سکتی ہے انبیاء کرام عہد نہیں بھول سکتے عام مخلوق عہد کی خلاف ورزی کر سکتی ہے انبیاء کرام خلاف ورزی نہیں کر سکتے تو جس ہستی کے

بارے میں عہد لیا گیا ان میں ذھول کا امکان کیسے ہو سکتا ہے؟

علامہ سلوی! آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء پر قیاس کرنا درست نہیں (کیونکہ آپ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ کا مصداق ہیں) تو آپ کو عام مخلوقات پر قیاس کرنا یقیناً ناروا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال کے حوالے سے صحابہ کرام کو فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں سے میری مثل کون ہے؟

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک الموت پر قیاس کرنا بھی درست نہیں اس لئے کہ ملک الموت کی حقیقت نوریہ ہے ہمارے آقا کی حقیقت کیا ہے یہ معمہ ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

بشریت، نورانیت دونوں نیچے ہیں حقیقت محمدی کو صرف خدا جانتا ہے اس لئے شب معراج مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کے سفر میں بشریت کا کمال ظاہر ہوا مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتھیٰ تک ملکیت اور نورانیت کا کمال ظاہر ہوا اور سدرہ سے آگے لامکان اور قرب خاص میں حقیقت محمدیہ کا ظہور ہوا لہذا علامہ سلوی کا یہ کہنا حقیقت نوریہ اور بشریت حقیقی محض موٹے دماغ اور موٹی سوچ کی وجہ سے جرأت ہے ورنہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ساری کائنات سے پوشیدہ ہے آپ کے قلب منیر نے قرآن پاک امانت خداوندی کو اٹھایا جسے پہاڑ آسمان اور زمین نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آپ نے جاگتے ہوئے لامکان کی وادی میں قدم رکھا اور سر کی آنکھوں سے دیدار خداوندی کیا۔ جبکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر تجلی پڑی تو بے ہوش ہو گئے۔

لہذا ذات مصطفےٰ کو عام مخلوق اور ملک الموت پر قیاس نہ کریں۔ یہ بے التفاتی بے توجہی

اور ڈھول کے الفاظ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استعمال کرتے ہوئے خدا کا خوف کریں۔

روح مجرد اور روح مقید مع البدن کے درمیان عام مخلوق میں فرق کا تصور روا ہو سکتا ہے وہ بھی صورت واقعیہ نہ سمجھنے کے حوالے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت آیا حجاب ہے؟ آیا اس میں کثافت ہے؟

کہیں قرآن پاک میں یا کسی حدیث پاک میں اس کا ذکر آیا ہے؟

علامہ سلوی اور اس کے ہمنوا قیامت تک اس کا حوالہ نہیں پیش کر سکتے۔ البتہ علماء کرام نے اگر اپنی فہم کے مطابق کہیں ایسی حکمت بیان کی ہے تو وہ انکی عقلی اختراع ہے جو لائق التفات نہیں۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے ہمزاد پر غلبہ عطا کر کے واضح کر دیا کہ آپ میں کوئی کثافت اور کوئی حجاب نہیں۔ نبوت بالفعل کا بالقوۃ میں بدلنا ناممکن ہے۔ کیونکہ جو وصف بالفعل خداوند عالم نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا اسکا بالقوۃ کے درجے میں جانا نقص ہے اور ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقص سے پاک ہے۔ کیونکہ بالقوۃ کا مطلب ہے بالفعل آپ نبوت کے ساتھ متصف نہ تھے۔ جبکہ قرآن و حدیث سے آپ کا وصف نبوت کے ساتھ کسی لمحہ عدم اتصاف ثابت نہیں محض سلوی شکوک شبہات ہیں جو قابل التفات نہیں۔

سوال نمبر 16: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول نبی ہونگے یا نہیں؟ بصورت اولیٰ آپکی امتیازی شان خاتم النبیین ختم ہو جائیگی اور اگر نبی نہیں ہونگے تو کیا ان کی نبوت سلب ہو چکی ہوگی؟ نعوذ باللہ

اگر زمین والوں کا ایک دور کا نبی دوسرے زمانہ میں اُن کے پاس تشریف لائے تو اس کیلئے

بالفعل نبی ہونا لازم اور ضروری نہیں ہے تو ایک جہاں کا نبی اگر دوسرے جہاں میں تشریف لائے یعنی عالم ارواح سے عالم اجسام کی طرف منتقل ہو تو اس کا تشریف لاتے ہی فوری طور پر اس جہاں والوں کیلئے بالفعل اور عملی طور پر نبی ہونا کیوں ضروری ہے۔

چند سال کا وقفہ اور جسمانی مراحل اور اس جہاں کے مناسب تعلیم وتربیت اور تجربہ و مہارت تک توقف کیونکر روا نہیں؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وصف نبوت کے ساتھ بالفعل متصف ہونگے مگر انکی آمد بطور امتی کے ہوگی نہ بطور نبی کے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول یقیناً نبی ہونگے وصف نبوت سے خالی نہ ہونگے البتہ آپ کی جلوہ گری آپ کا نزول بطور نشانی قیامت ہوگا اور آپ نے کسی زمانے میں جو تمنا کی تھی یا لیتنی کنت من امة محمد ﷺ (قلیوبی)

آپ کا نزول بطور امتی کے ہوگا نہ کہ بطور نبی کے لہذا آقا کریم ﷺ کی ختم نبوت والی شان قائم رہے گی بعد نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نہ نبوت کا دعویٰ فرمائیں گے نہ سابقہ شریعت نافذ کریں گے۔

ایک دور کا نبی دوسرے زمانہ میں تشریف لائے تو یقیناً بالفعل نبی ہوگا۔ اس کی نبوت سلب نہ ہوگی البتہ اس کی تشریف آوری بحیثیت نبی کے نہ ہو بلکہ بطور امتی کے ہو ایسا ممکن ہے کیونکہ ایک بندے کی متعدد حیثیات ہوسکتی ہیں۔ ایک ہی بندہ باپ ہوسکتا ہے۔ بیٹا ہوسکتا ہے پیر ہوسکتا ہے مرید ہوسکتا ہے والحیثیات معتبرة فی الاحکام۔

عالم ارواح سے عالم اجسام میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو صفات آپ کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں فعل مضارع کے صیغہ کے ساتھ بیان فرمائیں وہی صفات خداوند عالم نے آپ کے ظہور قدسی کے موقعہ پر بیان فرمائیں ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ آیت نمبر 129

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

صفات یہ ہیں

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ

وَ يُزَكِّيهِمْ

یہی صفات خداوند عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ کے موقعہ پر بیان فرمائیں ملاحظہ ہو سورۃ الجمعہ آیت نمبر 2

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ۔

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور

بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے تلاوت، تعلیم اور تزکیہ کیلئے مبعوث فرمایا آپ ناف بریدہ، مختون، خوشبودار اور مازاغ کا سرمہ لگائے ہوئے پیدا ہوئے۔ لہذا آپ کا ظہور قدسی ہوا تو صفات قدسی کے ساتھ ہوا۔ جب آپ کے اسماء محمد اور احمد پہلے سے بالفعل موجود ہیں تو وصف نبوت و رسالت سے آپ کو خالی کیوں مانا جائے۔ کیا محمد اور احمد نام بھی بالقوۃ تھے؟ نہیں بلکہ بالفعل تھے۔

تو جب یہ اسماء قبل الولادت موجود تھے تو ان اسماء کا مسمّٰی بھی موجود تھا اور مسمّٰی صرف جسد اقدس نہیں بلکہ جملہ صفات کے ساتھ متصف ذات اقدس ہے۔ آپ کو وقفہ ڈالنے کی فکر کیوں دامن گیر ہے؟۔

سوال نمبر 17: کیا نبی کی ذات اقدس کے متعلق نبوت و رسالت کی ذمہ داری عائد ہونے سے قبل کے دورانیے میں مقام ولائت پر فائز ہونے کا عقیدہ و نظریہ رکھنا اس کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور اس کو عام مومن کی حیثیت دینا ادب و احترام ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء علیہم السلام میں سے صرف تین حضرات کے متعلق پیدا ہوتے ہی نبی ہونے کا قول کیا گیا ہے۔

حضرت عیسٰی اور حضرت یحیٰی علیہما السلام کے متعلق بعض اکابر و اسلاف اور سید عالم ﷺ کیلئے موجودہ علماء میں سے بعض جبکہ باقی حضرات انبیاء علیہم السلام بالاتفاق بچپن سے نبی نہیں تھے۔ اور اگر ولی بھی نہ ہوں بلکہ عام مومن کی طرح کی ہوں تو کیا اس صورت میں ان کی شان ارفع و اعلٰی ہو جائیگی؟

جبکہ شرح عقائداور دیگر کتب عقائد میں تصریح موجود ہے کہ
کمالات ولایت کے ساتھ اتصاف کے بعد ہی انبیاء کرام وصف نبوت کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور منصب رسالت پر فائز کئے جاتے ہیں۔تو اس کو بے ادبی کہنا کیونکر درست ہوگا؟
کہ عالم اجسام میں تشریف آوری اور لباس بشری میں منتقل ہونے پر پہلے پہل آپ ولایت عظمٰی اور غوثیت کبریٰ کے مرتبہ پر فائز تھے بعد ازاں منصب نبوت ورسالت پر فائز ہوگئے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

آقا کریم ﷺ نبی ہونے کی وجہ سے یقیناً ولی ہیں۔مگر صرف ولی کہ آپ کو نبی تسلیم نہ کیا جائے اس کا کہیں سے ثبوت نہیں۔

اگر چہ ہم اپنے پیارے نبی کے اوصاف وکمالات قرآن وحدیث سے تفصیلاً تلاش کرتے ہیں باقی انبیاء کرام کے بارے اجمالی ایمان رکھتے ہیں۔
اور تفصیلی ایمان کے ہم پابند نہیں، مکلف نہیں ہیں۔تاہم جن انبیاء کرام کے بارے واضح طور پر معلوم ہوتا کہ خداوند عالم نے انہیں بچپن میں ہی نبوت ورسالت سے مالا مال فرمادیا اس پر تفصیلاً ایمان بھی رکھتے ہیں اور جملہ انبیاء کرام کے بارے ایمان رکھتے ہیں کہ جب اس مالک نے انبیاء کرام سے ہمارے نبی کے بارے عہد لیا تو اس وقت انہیں وصف نبوت سے متصف فرمادیا تھا لہذا علامہ سلوی کا یہ جملہ خلاف حقیقت ہے کہ باقی حضرات انبیاء علیہم السلام بالاتفاق بچپن سے نبی نہیں تھے۔

یہ علامہ سلوی کو کہاں سے علم ہوا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے؟

نبی کی نبوت میں ولائت موجود ہوتی ہے۔

لہذا ہر نبی ولی ضرور ہوتا ہے اللہ نے ارشاد فرمایا

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ تمہارا ولی اللہ ہے

وَرَسُوْلُہٗ اور اس کا رسول

کیا ہمارے رسول، رسول ہوئے بغیر ہمارے ولی ہیں؟ نہیں بلکہ ہمارے آقا پہلے رسول ہیں اور اسی وصف کی حیثیت میں ہمارے ولی ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ سے واضح ہے۔

لہذا آپ ﷺ کو کسی درجہ میں مرتبہ ولائت پر فائز سمجھنا وصف نبوت ورسالت سے خالی سمجھنا بلاشبہ بے ادبی اور حماقت ہے۔

بعد القطع بان النبی ﷺ متصف بمرتبتین (شرح عقائد)

انبیاء کرام بلاشبہ کمالات اولیاء کے ساتھ متصف ہوتے ہیں مگر صرف ولی انبیاء کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ نبی ولی ضرور ہوتا ہے مگر ولی، جو نبی نہیں اس سے نبی جو کہ ولی بھی ہوتا یقیناً افضل ہوتا ہے۔

نبی کی ولائت، عام ولی کی ولائت سے افضل ہوتی ہے۔

علامہ سلوی نے بعد اتصاف بکمالات الاولیاء سے بعدیت زمانی سمجھی ہے جو کہ خالص حماقت ہے۔

لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ پر توجہ کریں تو لفظ بعد کی حقیقت واضح ہو جائیگی۔

انبیاء کرام کو عام مومن سمجھنا سلوی نظریہ ہو سکتا ہے عاشقان رسول کا نظریہ نہیں ہو سکتا البتہ

اگر سلوی انداز میں سوچ کی جائے تو سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 52 کی روشنی میں ظہور نبوت اور وحی سے پہلے نہ آپ میں ایمان اور نہ کتاب

مَا كُنْتَ تَدْرِی مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ

آپ نہ کتاب جانتے تھے اور نہ ہی ایمان۔

تو علامہ سلوی بتائیں کہ آپ ﷺ کی ولایت کہاں سے ثابت کرو گے۔

ادھر ایمان بھی ثابت نہیں ہو رہا۔

اور اگر ترمذی کی حدیث حسن کو مدنظر رکھو گے تو رسول اللہ کا ایمان بمعہ نبوت نہ صرف وقت پیدائش سے ثابت ہو گا بلکہ روز الست سے دونوں اوصاف کا ثبوت ہو جائیگا۔

آقا نے فرمایا كُنْتُ نَبِيًّا وہ سلوی نہیں مانتے اور كُنْتُ وَلِيًّا فرمایا نہیں تو ولی مانتے ہیں۔ یہ کیسا ذہنی انتشار ہے۔؟

سوال نمبر 18: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے جن کی نبوت متفق علیہ ہے۔ اور دوبارہ تشریف لائیں گے یہ امر بھی متفق علیہ ہے۔

اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام بھی نبی تھے۔

سرور دو عالم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد ان کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں تو کیا ولایت کبریٰ کا مقام و مرتبہ انہیں حاصل ہو گا یا نہیں؟

شق ثانی ان کی شان کے لائق نہیں ہے اور شق اول پر ثابت ہو گا کہ پہلے دور میں مرتبہ نبوت پر فائز تھے۔ اور دوسرے دور میں مقام ولائت پر۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلے کوئی ہستی نبی ہو اور بعد میں ولی ہو تو یہ بے ادبی اور

گستاخی نہیں تو نبی مکرم ﷺ عالم اجسام میں پہلے ولائت عظمٰی اور غوثیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوں اور بعد میں نبوت عظمٰی اور رسالت کبریٰ کے مقام پر فائز ہو گئے ہوں اس میں بے ادبی کیونکر لازم آئیگی ؟۔

کیا دوسرے پیغمبران کرام علیھم السلام کی بے ادبی اور گستاخی جائز ہے صرف نبی محتشم ﷺ کی بے ادبی جائز نہیں؟ العیاذ باللہ

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت نزول اور ختم نبوت مصطفےٰ ﷺ میں کوئی تعارض نہیں قادیانی سلوی اور نانوتوی چکر نہیں چل سکتا

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سیدنا الیاس علیہ السلام سیدنا خضر علیہ السلام کی شریعتیں منسوخ تو یقیناً ہو گئیں۔ مگر انکی نبوتیں منسوخ ہونے کا قول کس نے کیا ہے؟ یہ محض سلوی اختراع ہے۔ ان تینوں حضرات کی نبوتیں بدستور قائم ہیں۔ کسی بھی پیغمبر کی نبوت کبھی منسوخ نہیں ہوتی۔ اور ان کی نبوتوں میں ولائت یقیناً موجود ہے۔ کیونکہ کل نبی ولی لہذا علامہ سلوی سے یہاں سوال کی بنا ہی نہیں بن سکی۔ اس لئے جناب سلوی صاحب! ہاتھ ہو گیا دلیل سے خالی اور چلو سلانوالی۔

سوال نمبر 19: مرزائی لوگ حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری کو حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی نبوت کے جاری رہنے کی دلیل بناتے ہیں۔ جس کے جواب میں اہل سنت بالخصوص اور اہل اسلام بالعموم یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی ہے۔

اخر من نبی و عیسیٰ ممن نبی قبله

کہ آپ کو آخر میں نبی بنایا گیا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے تھے اسی طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا

جب سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی کسی کو نبوت نہیں ملی (ختم نبوت ص 56)

اور حقیقت کسی صاحب سے مخفی نہیں کہ آپ کا یہ ارشاد اگر عالم ارواح کے لحاظ سے ہو تو دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار لازم آئیگا۔ اور اعلیٰ حضرت کے متعلق ایسا تصور بھی کون کرسکتا ہے کہ وہ دوسرے انبیاء کی عالم اجسام والی نبوت کا انکار کردیں۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر عالم ارواح میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے تھے تو اول انبیاء اور مبدا ئنبوت نہ رہیں گے جو سراسر باطل اور نا قابل قبول ہے اور اگر عالم اجسام کے لحاظ سے وہ آپ سے پہلے نبی بنائے گئے تو آپ کی عالم اجسام والی نبوت، عالم ارواح والی نبوت کا تسلسل نہ رہی بلکہ الگ نبوت ہوگئی اور وہ الگ، بصورت دیگر مرزائیوں کی دلیل کا جواب ہی ناممکن ہو جائے گا۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :-

ختم نبوت اور نزول عیسیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول عیسیٰ وصف خاتم النبیین کے خلاف ہے اس اعتراض کا جواب شرح عقائد میں دیا گیا ہے سوال وجواب ملاحظہ کریں

فان قیل قد ورد فی الحدیث نزول عیسیٰ علیه السلام بعده

قلنا نعم لکنه یتابع محمدا صلی اللہ علیہ وسلم لان شریعته قد نسخت ولا یکون الیه

الوحی ونصب الاحکام بل یکون خلیفہ رسول اللہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحثیت تابع محمد ﷺ بحثیت خلیفہ رسول ہوگا نہ وہ اپنی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور نہ اس کا اظہار کریں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی دجال نے نبوت کا دعویٰ کیا

آقا کریم ﷺ نے پہلے پیشین گوئی کی ہوئی ہے کہ میرے بعد تیس کذاب دجال ہونگے سب اس گمان میں ہونگے کہ وہ نبی ہیں وَاِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ (سنن ابی داؤد)

لہذا سلوی صاحب! مرزائیوں کو جواب مل گیا البتہ آپ کو شائد جواب نہ ملے کیونکہ آپ اقرار کے بعد منکر ہوئے ہیں۔

علامہ سلوی کو اہل سنت کی طرف سے مرزائیوں کو مذکورہ بالا جواب دینا چاہیے اور دوسرے جواب کو پہلے خود سمجھنا چاہیے اور اگر سمجھ نہ آئے تو اصلی اہل سنت علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے انشاء اللہ اہل عشق اہل درد اس کا مفہوم بھی علامہ سلوی پر واضح فرما دیں گے

علامہ بیضاوی نے بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے حقیقی اہلسنت کی طرف سے جواب دیا ہے علامہ سلوی اور ان کے ہمنوا ملاحظہ کریں

ولا یقدح فیہ نزول عیسی بعدہ لأنہ إذا نزل کان علی دینہ، مع أن المراد منہ أنہ آخر من نبیء

اہلسنت کی کس کتاب میں یہ جواب مذکور ہے شرح عقائد کا جواب بندہ نے پیش کر دیا حکیم ترمذی نے بھی ختم الاولیاء میں یہی جواب دیا ہے۔ امام احمد رضا کی عبارت کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جب سے ظہور قدسی ہوا اس کے بعد خداوند عالم نے کسی کو

نبوت عطانہیں فرمائی کیونکہ باب نبوت بند ہوگیا۔

حدیث پاک انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی تشریع نہیں آئیگا جو تحلیل وتحریم کے متعلق کوئی جدید شریعت بجز شریعت محمدی ﷺ کے لائے۔

پس اس معنی کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت آنحضرت کی شریعت کیمطابق حکم کریں گے۔اور ہمارے نبی کے تابع رہیں گے

(درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی صفحہ 271)

امام احمد رضا جزا اللہ عدوہ باباء ہ ختم النبوۃ صفحہ 59 پر فرماتے ہیں

''بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الکرام جوکسی کے لئے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحق لعنت وعذاب ہے''۔اعلیٰ حضرت مزید فرماتے ہیں''خود حضرت عزت عزت عزتہ سے ارشادات جانفزاودلنواز آرہے ہیں کہ۔محمد ہی اوّل وآخر ہے''(فتاوی رضویہ ج15 ص715)

لہذا جب آفتاب عالمتاب ابھی طلوع نہ ہوا یعنی پردے میں تھا انبیاء کرام نے خلفاء اور نواب کی حیثیت میں اپنی نبوتیں چمکائیں اپنی شریعتوں سے دنیا کو فیضیاب فرمایا جب آفتاب عالمتاب طلوع ہوگیا تو اب وہ پردہ میں چلے گئے۔سب کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں کسی نے آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ نہ کیا سوا30 دجال کذاب لوگوں کے۔

لہذا آقا کریم ﷺ اول الانبیاء بھی ہیں اور آخر الانبیاء بھی ہیں۔

آپ ﷺ کی قبل ولادت وقبل اربعین والی نبوت اور بعد الاربعین والی نبوت میں فرق

صرف ظاہر و باطن کا ہے۔ جس طرح سورج باطن میں ستاروں اور چاند کو چمک دیتا ہے۔ جب ظاہر ہو جائے اب کسی کی روشنی کی حاجت ہی نہیں رہتی۔

سوال نمبر 20: جن صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین اور اولیاء کاملین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال عمر شریف ہو جانے کے بعد نبی بنائے جانے کا قول کیا ہے۔

اور یہ عقیدہ ونظریہ اپنایا ہے ان کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

ان میں سے بعض نے بطور تقیہ اور خوف خلق، نبوت کے چھپانے اور تبلیغ احکام سے اجتناب واحتراز کو زندیقیت قرار دیا ہے جیسے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

اور بعض نے اس نظریہ اور عندیہ کو بے عقلی اور نادانی قرار دیا ہے جیسے شارح مواقف میر سید رحمہ اللہ تعالی

اور بعض نے اللہ تعالی کی طرف سے اعلان واظہار نبوت سے روکنے والے مفروضہ کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف سے استہزاء اور مذاق قرار دیا ہے (نعوذ باللہ)

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خود بخود تبلیغ احکام اور اعلان توحید ورسالت سے رکے رہنے کو فرض کا ترک اور معصومیت کی نفی قرار دیا ہے جیسے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

تو ایسے اکابرین ملت اور اسلاف کرام کے بارے کیا فتوی ہے؟

کیا ان کو اس فتوی کا ہدف بنایا جائیگا؟ جس کا ہدف محمد اشرف سیالوی کو بنایا جارہا ہے یا ان کو معاف کر دیا جائے گا بلکہ حسب سابق امام اور مقتداء تسلیم کیا جائیگا اِنْ هِيَ اِلَّا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى

الجواب بعون اللہ جل جلالہ و بکرم رسول اللہ ﷺ:۔

اسلاف میں سے کسی نے رسول اللہ سے کسی لمحہ نبوت و رسالت کی نفی نہیں کی یہ سلوی استدلال ہے جو کہ باطل ہے

صحابہ کرام تابعین ومفسرین اولیاء کاملین میں سے جنہوں نے یہ قول کیا ہے کہ رسول اللہ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے نوازا گیا ان کی مراد ظہور نبوت ، اظہار نبوت ہے جیسا کہ ان بزرگوں کے کلام میں ظہور اظہار اعلان کے الفاظ عام استعمال ہوئے ہیں۔

بلاشبہ تقیہ کا قول نبوت چھپانے کا قول زندیقیت ہے مگر کس نے تقیہ کا قول کیا ہے؟ علماء اہلسنت میں سے کسی نے تقیہ کا قول نہیں کیا تقیہ کی تعریف یہ ہے کہ بوجہ خوف حق کا اظہار نہ کیا جائے۔ نبوت چھپانے کا قول بھی کسی اہلسنت عالم کا نہیں ہے تقیہ اور نبوت کے قائلین بلاشبہ زندیق ہیں۔

لیکن جب تک کسی شے کے بارے اظہار اور اعلان کا حکم نہ ہو اس کا اظہار نہ کرنا یہ "زمانہ انتظار" کہلاتا ہے نہ کہ تقیہ اور نہ ہی اسے اخفاء نبوت قرار دیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے شراب اور جوا کی حرمت کے تین مراحل ہیں پہلا مرحلہ سورہ بقرہ آیت نمبر 219 (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا) میں بیان ہوا دوسرا مرحلہ سورۃ النساء آیت نمبر 43 (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ) میں بیان ہوا اور تیسرا مرحلہ سورۃ المائدہ آیت نمبر 90 (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ

الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ) میں بیان ہوا اور یہ آخری مرحلہ ہے جس میں شراب اور جوا کی حرمت کو دوٹوک انداز میں بیان کر دیا گیا تو کیا پہلے مرحلہ کو تقیہ اور دوسرے مرحلے کو اخفاء قرار دیا جائیگا؟

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی فصیح زبان کے ساتھ اپنی رسالت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد علامات نبوت کا ظہور جاری رہا حتیٰ کہ چالیس سال کی عمر میں وحی جلی کا ظہور ہوا آپ نے تین سال تک تبلیغ احکام کا دائرہ اقربین تک محدود رکھا 3 سال بعد حکم ہوا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (الحجر:94)

کیا پہلے مراحل کو تقیہ اور اخفاء نبوت سے تعبیر کریں گے؟۔

سلوی صاحب! ہم سے یوں سوال کر رہے ہیں جیسے خود معاذ اللہ سکھ یا عیسائی ہیں اور مسلمانوں سے ان کے نبی کے بارے جنگ پزل کے انداز میں سوال کر رہے ہیں

بلاشبہ تقیہ اور اخفاء نبوت کا قول بے عقلی اور نادانی ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اظہار و اعلان نبوت سے روکنے کا تعلق ہے تو روکنے والا مفروضہ بے بنیاد ہے روکنے کا کہیں ذکر نہیں البتہ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کا ارشاد ضرور ہے۔

انبیاء کرام روحانی معالج ہوتے ہیں اور معالج بیماروں کی بیماریوں کا جائزہ لیکر دوائیں تجویز کرتا ہے۔

لہذا نہ خداوند عالم نے رسول کریم ﷺ کو اظہار نبوت سے روکا اور نہ ہی رسول کریم ﷺ نے ترک فرض کا ارتکاب کیا۔

بلکہ حکمت و موعظت حسنہ کا مظاہرہ ہوا جب نبوت ظاہر کرنے کا وقت آیا اس کا اظہار و

اعلان کر دیا۔

اسلاف اور علامہ سلوی میں فرق یہ ہے کہ اسلاف نے رسول کریم ﷺ کو کسی لمحہ نبوت سے خالی قرار نہ دیا جب کہ علامہ سلوی کا اسی بات پر سارا زور ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے بالفعل نبی نہیں ہیں اور مزید لاکھوں سالوں کے دورانیہ میں نبوت سے خالی ہیں۔
لہذا سلوی فتویٰ کی زد میں ہے اور اسلاف حق پر ہیں۔ اسلاف کا دامن سلوی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

سوال نمبر 21: انبیاء و رسل علیہم السلام کے مبعوث فرمائے جانے میں اللہ کی حکمت یہ ہے کہ عذاب و عتاب کے وقت اور قیامت کو کافر اور بد عمل لوگ یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ ہم بے عقل اور نادان تھے، لاعلم اور جاہل تھے۔ تو نے ہماری طرف کوئی نبی و رسول اور معلم و مربی کیوں نہ بھیجا کما قال اللہ تعالی

رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَى (طٰہٰ: 134)

اور ارشاد باری تعالی ہے

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء: 165)

ہم نے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے جو اہل ایمان اور اطاعت گذاروں کو بشارتیں دینے اور کفار و مشرکین اور فساق و فجار کو عذاب الہی سے ڈرانے والے ہیں تا کہ رسل و انبیاء کی آمد کے لوگوں کیلئے اللہ رب العزت کے حضور کوئی عذر اور بہانہ باقی نہ رہے اور حجت

بازی سے کام نہ لے سکیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْن

اللہ تعالیٰ نے بشارتیں دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء مبعوث فرمائے۔

الغرض جب مقصد نبی و رسول کی بعثت کا یہ ہے تو کیا تبلیغ احکام اور دعوت توحید و رسالت کے بغیر یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے؟

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت تامہ اور فضل عمیم کا مخلوق پر اظہار اور ان کے عذروں اور بہانوں کا ازالہ اس صورت میں ہو سکتا ہے؟

لہذا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی و رسول بن کر مدت مدید اور عرصہ بعید کیلئے مہر بلب رہنے کا حکم دینا قطعاً اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ اور نہ نبی ہونے کے باوجود اس قدر خاموشی اختیار کر کے لوگوں کو جہنم واصل ہوتے دیکھتے رہنا اور ان کی اصلاح اور فلاح کی سعی مشکور نہ فرمانا، ان کی شان کے لائق ہو سکتا ہے؟ اور نہ کسی نمرود، فرعون اور ہامان و شداد وغیرہ کی طرف ڈر اور خوف ان کو اعلان حق اور فریضہ تبلیغ سے باز رکھتا ہے؟

تو اس پس منظر میں کیا نبی بلکہ امام الانبیاء کی ذات اقدس اس قدر عرصہ دراز تک دعوت توحید و رسالت سے رکے رہنا یا اللہ تعالیٰ کا انہیں روکے رکھنا قابل تصور ہے؟ اور لائق التفات ہے؟ قطعاً نہیں ہرگز نہیں؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ و بکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔

انبیاء کرام بشیر و نذیر یقیناً ہوتے ہیں مگر لا بالدوام

یہ تسلیم کہ انبیاء کرام اور رسولان عظام انذار و تبشیر کی ذمہ داری ادا کرنے کیلئے مبعوث ہوتے ہیں لیکن یہ تسلیم نہیں کہ ہمہ وقت یہی کام کرتے ہیں ثبوت اس کا لی مَعَ اللہ وَقت لَا یسعنی فِیہِ ملک مقرب وَلَا نَبِی مُرْسل ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد صفات اور مختلف حیثیات ہیں آپ شاہد بھی ہیں، مبشر بھی ہیں، نذیر بھی ہیں، داعی الی اللہ بھی ہیں، سراج منیر بھی ہیں ایک وقت میں آپ کے مبشر ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسرے وقت میں نذیر ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی وقت بھی تبشیر اور انذار کی ذمہ داری پوری ہو جائے تو دونوں کا بلاشبہ تحقق ہو جائیگا۔ ورنہ لازم آئیگا کہ غار حراء سے مکہ کی آبادی تک بلکہ ورقہ بن نوفل کے پاس جانے اور اس کے بعد تک آپ کیلئے نبوت و رسالت کا ثبوت نہ ہو حالانکہ علامہ سلوی اور انکے ہمنوا بھی اس کا قائل نہیں ہیں۔

سلسلہ تبشیر و انذار کے اظہار کیلئے مختلف مراحل ہوتے ہیں جن کو علیم و خبیر (جو کہ حکیم بھی ہے) سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ ایک وقت میں وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ الکبری کے سامنے بجائے اظہار نبوت کے یہ کہتا ہوا دیکھتا ہے زملونی زملونی پھر وہی خاتون آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لاتی ہیں وہ بھی تسلی دیتا ہے۔

یہاں علامہ سلوی کی سوچ کے مطابق سوال ہوگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

سیدہ خدیجہ کو وہ کیوں نہیں بتاتے کہ غار حرا میں مجھے نبوت مل گئی ہے۔ میں نبی ہوں۔

ورقہ بن نوفل کو کیوں نہیں بتاتے کہ ناموس موسیٰ کی باتیں کرنے والے میں نبی ہوں؟ حالانکہ مسلمہ نبی ہیں۔

جس صورت کا چند لمحات، چند ایام کیلئے جواز ہو سکتا ہے۔

اس صورت کا چالیس سال کیلئے بھی جواز ہو سکتا ہے۔ قابل توجہ صرف حکمت ہوتی ہے۔

درج ذیل آیات پر غور کریں

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (الشعراء:214)

رسول ساری کائنات کے (إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الاعرف 158)

اور انداز صرف قبیلہ کے قریبی رشتہ داروں کیلئے يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ پر غور کریں

نیز فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

فاصدع ای اظہر بالجھر یقیناً اس آیت کے نزول سے قبل مخصوص اظہار (جو یہاں مطلوب ہے) نہیں تھا۔ ورنہ اس حکم کا کیا معنی ہے؟

لہٰذا یہ مہر بلب رہنے کی بات نہیں یہ انسانی فطرت، خدا کی حکمت کے تحت مناسب انداز میں مناسب وقت میں انذار کی بات ہے۔

مدارج النبوۃ جلد 2 صفحہ 217 ملاحظہ کریں

''اور لوگوں پر خدا کے فضل عمیم کا اظہار ہے کہ ان میں قبولیت کی استعداد اور صلاحیت پیدا ہو جائے تا کہ انکار کر کے جہنم کا ایندھن نہ بنیں''۔

حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل کے سامنے اس لئے اظہار نہ کیا تا کہ وہ خود بولیں اور قبولیت کیلئے ان کے ذہن تیار ہو جائیں کہ جب اظہار کریں تو ان کے ذہن فوراً قبول کر لیں کہ یہ شخص صادق ہے امین ہے۔ یقیناً نبی ہے۔

اس لئے تبشیر و انذار کا فریضہ ادا بھی ہو گیا لوگوں کیلئے عذر بھی قائم نہ رہا زبان حال سے نبوت کا دعویٰ موجود تھا بلکہ پیدا ہوتے ہی سر سجدہ سے اٹھا کر فصیح زبان سے اعلان بھی ہو گیا تھا اور زبان قال سے بھی مناسب اور موزوں وقت پر دعویٰ ہو گیا تھا۔ بچپن کے

واقعات، رضاعت میں عدل، شق صدر، چاند کا انگلی کے اشارے سے جھوم جانا، حجر و شجر کا سلام کرنا، بحیرا اور نسطورا کا اعلان کرنا کہ یہ نبی ہیں۔ لہذا اعلان کیلئے مناسب وقت کا انتظار مخلوق میں صلاحیت واستعداد اور شوق و پیار پیدا کرنے کی حکمت کے تحت تھا۔ اور علامہ سلوی اس کو الٹی سوچ کے تحت مہر بلب رہنے سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اور اسے شان الٰہی کے خلاف قرار دے رہے ہیں فالی اللہ المشتکی!۔

سوال نمبر 22: محمد اشرف سیالوی عفی عنہ نبی مکرم ﷺ کو عالم ارواح میں بالفعل نبی مانتا ہے اور ولادت پاک سے اعلان نبوت اس روحانی نبوت کے زوال پذیر ہونے یا سلب ہونے کا بھی قائل نہیں۔ بلکہ اس دوران آپ کو بالقوہ نبی مانتا ہے اور چالیس سال کے بعد عملی طور پر بالفعل نبی مانتا ہے۔ جبکہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ چالیس سال آپ ﷺ توحید و رسالت کا اعلان نہیں فرمایا اور تبلیغ نہیں فرمائی تو گویا انہوں نے بھی مان لیا کہ عملی طور پر اور بالفعل مخلوق کیلئے آپ اس عرصہ میں نبی نہیں تھے کیونکہ نبی ہوتا ہی وہ ہے انسان بعثہ اللہ الی الخلق لتبلیغ الاحکام یعنی وہ ہستی جس کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کیلئے بھیجے تو پھر فرق کیا رہ گیا؟

ایک فریق بے ادب اور گستاخ دوسرا باادب اور بااحترام کیسے بن گیا؟

جبکہ عملی طور پر بالفعل نبی نہ ہونے کی صورت میں تقیہ کا لزوم یا انتظار عصمت کا لزوم نہیں پایا جائیگا۔ عملاً نبی ہونے پر دعوت و تبلیغ کے ترک پر تقیہ کے ارتکاب، یا عصمت کے خاتمہ والا فساد لازم آئے گا۔ تو اندریں صورت کونسا فریق باادب ثابت ہوگا بالفعل نبی ماننے والے یا بالقوہ نبی ماننے والے؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہٗ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

علامہ سلوی اور اصلی اہل سنت علماء میں فرق

پہلی بات محمد اشرف عالم ارواح میں نبی کریم ﷺ کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سالوں میں نبوت سے خالی مانتا ہے بلکہ وہ یہ بھی الزام لگاتا ہے کہ سب علماء بھی ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں (نعوذ باللہ) حالانکہ یہ عقیدہ صرف اور صرف سلوی کا ہے۔ یا ممکن ہے کچھ بدنصیب اور بھی اس کے ساتھ متفق ہوں ملاحظہ فرمائیں تحقیقات صفحہ 22

''اس قدر طویل عرصہ اور دراز زمانہ میں آپ کا نبی نہ بنایا جانا کیا یہ آپ کی کسرِ شان اور آپ کی توہین اور تحقیر، اسائت اور بے ادبی ہے''

صفحہ 79 پر ہی آگے لکھتے ہیں

''اگر عالم ارواح میں تخلیق پانے کے باوجود ہزاروں سال بلکہ لاکھوں سال عطائے نبوت میں تاخیر اور التواء روا اور سراسر حکمت ہے کیونکہ......''

صفحہ 392 پر علامہ سلوی کا نا ہنجار بیٹا لکھتا ہے

''لیکن ان مہربانوں کو کون بتائے کہ محدثین کی اکثریت عالم ارواح میں بھی سرکار ﷺ کو بالفعل نبی تسلیم نہیں کرتی''

اب علامہ سلوی بتائیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو عالم ارواح میں بالفعل نبی کیسے مانتے ہیں؟

کیا آپ محدثین کی اکثریت کا فیصلہ قبول نہیں کرتے ہیں؟

اور وجہ بتائیں کہ کیوں قبول نہیں کرتے اور صفحہ 79 پر جو آپ نے خود لکھا ہے

''اس کے بعد آپ کا یہ کہنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو عالم ارواح میں بالفعل نبی مانتا ہوں''

دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسری بات آپ روحانی نبوت کے (بعد از ولادت تا اعلان نبوت) کے زوال پذیر ہونے کے یا سلب ہو جانے کے قائل تو بن چکے ہیں کیونکہ ایک وصف پہلے ''بالفعل'' ہو اس کے بعد وہ ''بالقوۃ'' ہو جائے کا مطلب ہی یہی ہے کہ بالفعل کا عدم کیونکہ بالقوۃ، بالفعل کو مستلزم نہیں البتہ بالفعل، بالقوۃ کو مستلزم ہوتا ہے۔ تو جب بالفعل سے پیچھے چلے گئے اور بالقوۃ کے قائل ہو گئے تو آپ نے بالامکان کا قول کر لیا علامہ صاحب کدھر جا رہے ہو؟

آپ پیدائشی نبوت کے قائلین کو ''مخالفین'' کے لفظ سے تعبیر کر رہے ہیں حالانکہ کسی زمانہ میں آپ خود بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشی نبوت کے قائل تھے لہذا آپ کا شمار منکرین پیدائشی نبوت اور مخالفین پیدائشی نبوت میں ہو گا۔

لتبليغ الاحكام میں لام تعلیلیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جملہ اہلسنت ماتریدیہ اور اشاعرہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہو سکتے۔

نبی کی تعریف ''انسان بعثه الله الى الخلق لتبليغ الاحكام'' یہ تعریف انسانوں کی تیار کردہ ہے جو کہ جامع نہیں ہے کیونکہ اس تعریف کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ اس وقت انسان کا وجود ہی نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے مگر تعریف صادق نہیں آتی لہذا نبی کی تعریف جامع نہیں۔

سیدنا حضرت خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک نبی ہیں مگر تبلیغ احکام نہیں ان پر بھی یہ تعریف صادق نہیں آتی۔ معلوم ہوا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ نیز یہ تعریف محض اعتباری ہے۔

منکر اور قائل میں فرق بیّن اور واضح ہے منکر بے ادب ہے، قائل باادب ہے جو عالم ارواح کی نبوت کو بالفعل نہیں مانتا (مانتا ہے تو چکر سے)

جو پیدائشی نبوت کو بالقوۃ کہہ کر نئی اصطلاح کا موجد بنا ہے اسمیں اور جو آقا کریم کو روز اول سے لیکر تا قیام قیامت نبی مانتا ابھی بھی فرق نہیں ہے؟

سوال نمبر 23: محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر آغاز ولادت سے ہی نبی تھے اور اس تقدیر پر آپ کی نبوت بھی سب انبیاء علیھم السلام کو نبوتوں سے افضل واکمل اور ارفع واعلیٰ ہونی ضروری تھی تو علماء اعلام اور اسلاف کرام میں یہ اختلاف کیوں پیدا ہوا کہ نزول وحی سے قبل آپ کس شریعت پر عمل فرماتے تھے؟ حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیھم السلام کے نام کیوں لئے گئے؟

اور ان اقوال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر عمل کو یا اپنی عقل اور فراست کے مطابق عمل کو راجح کیوں قرار دیا گیا؟

کیا اس قدر عظیم المرتبت نبی کے متعلق کوئی مسلمان یہ باور کرسکتا ہے؟ کہ آپ نبی ہوں بلکہ خاتم النبیین ہوں مگر آپ کے پاس اپنی شریعت نہ ہو اور دوسرے انبیاء علیھم السلام میں سے کسی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں یا اپنے تقاضائے عقل کے مطابق عمل پیرا ہوں۔ نہ کہ اس وحی الٰہی اور شریعت خداوند کے مطابق جو آپ پر نازل ہوئی ہو؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی کے مطابق عبادت کیا کرتے تھے

علامہ سلوی صاحب آپ کہتے ہیں ''اگر نبی ہوتے'' ہم کہتے ہیں یقیناً آغاز ولادت سے بلکہ روز ازل سے نبی تھے اور ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ علماء اعلام اور اسلاف کرام میں یہ اختلاف کیوں ہوا؟ نزول وحی سے قبل آپ کس شریعت پر عمل کرتے ہیں؟

اقوال ہر معاملہ میں ہوتے ہیں مگر جو فیصلہ کن بات ہے وہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے لکھ دی ہے فرماتے ہیں

وما عمل بما كان من شرائع أبيه إبراهيم عليهما الصلاة والسلام إلا بواسطة ذلك الإلقاء

آپ ﷺ نے اپنے جد اعلیٰ سید ابراہیم کے شرائع پر کبھی عمل نہ کیا مگر بواسطہ وحی خفی کے جو آپ پر قبل اظہار نبوت نازل ہوتی تھی۔

علامہ سلوی صاحب! یہ تو اعلان نبوت سے قبل کی آپ بات کر رہے ہیں بعد اظہار نبوت و بعد نزول وحی جلی آپ کو خداوند عالم کی طرف سے سورہ النمل آیت نمبر 123 میں ارشاد فرمایا

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیم کی اتباع کریں وہ ہر باطل سے منہ موڑنے والے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

تفسیر مظہری میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے

''بغوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ بھی شریعت ابراہیمی پر چلنے پر مامور تھے''

روح المعانی میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے

وقال الإمام قال قوم إن النبي صلى الله عليه وسلم كان على ملة إبراهيم وشريعته وليس له شرع متفرد به بل بعث عليه الصلاة

والسلام لإحياء شريعة إبراهيم لهذه الآية،

لیکن مظہری میں درج قول اور ایک قوم کا قول ضعیف قول ہے چنانچہ روح المعانی میں قول درج کر کے لکھا ہے''وھو قول ضعیف''

علامہ سلوی صاحب کیا کہو گے کہ نزول وحی کے بعد اور اربعین کے بعد بھی آپ کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی اتباع کا حکم دیا گیا اور مذکورہ اقوال کے مطابق آپ کی کوئی علیحدہ شریعت نہیں ہے؟۔

آپ اقوال کا (قبل نزول وحی) سہارا لے کر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی کر رہے ہیں۔ یہاں نزول وحی کے بعد اربعین کے بعد نص قرآنی میں آپ کو اتباع ملت ابراہیمی کا حکم ہے اب آپ فرمائیں اس قدر عظیم المرتبت نبی کے متعلق کوئی مسلمان باور کر سکتا ہے۔آپ نبی ہوں (بعد الاربعین بعد نزول وحی) مگر آپ کے پاس اپنی شریعت نہ ہو۔اور دوسرے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں۔

لہذا تسلیم کریں کہ اقوال سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔قبل نزول وحی جلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی خفی کا نزول تھا۔آپ کو مجمل طور پر پورا قرآن عطا فرما دیا گیا تھا (أنه صلى الله تعالى عليه وسلم أعطى القرآن مجملا قبل جبريل عليه السلام من غير تفصيل الآيات والسور وعن ابن عباس تفسير الروح بالنبوة)۔اور وحی جلی کے بعد اتباع ملت ابراہیمی کا مفہوم یہ ہے کہ توحید کا پرچار، شرک سے اعراض، حق سے پیار، نرم لہجہ ان امور میں اپنے جد اعلیٰ کا طریقہ ہی کا استعمال کریں ان کی شریعت مراد نہیں کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی ہے۔

سوال نمبر 24: علامہ سلوی نے اس سوال کے چند حصے کیے ہیں بندہ ہر حصہ نقل کر کے اس کے ساتھ ہی جواب پیش کریگا۔

(الف) تمام علماء اعلام اور اسلاف کرام کا اس امر پر اجماع و اتفاق ہے۔ اور کسی کا اس میں اختلاف اور خلاف منقول نہیں کہ آنحضرت ﷺ چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے اور سچے خوابوں کے ذریعے آپ پر وحی کا آغاز ہوا۔ اس دوران آپ غار حراء میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہے اور وہیں آپ پر جبریل علیہ السلام وحی حق کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ پر اچانک بشری صورت میں ظاہر ہوئے تو اگر آپ کو آغاز ولادت سے بالفعل نبی تسلیم کیا جائے تو اس صورت میں ان کا اجماع خطا پر لازم آئیگا۔ حالانکہ یہ لازم باطل ہے۔ کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

لا تجتمع امتی علی الضلالۃ (آگے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ اور كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) نقل کر کے لکھا۔

لہذا امت کو خطا اور ناصواب پر مجتمع ماننا قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کی رو سے باطل محض ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ و بکرم رسول اللہ ﷺ:۔

جن باتوں پر علامہ سلوی نے اجماع و اتفاق لکھا ہے اور یہ لکھا ہے کہ ان میں اختلاف اور خلاف و نزاع منقول نہیں۔

پہلی بات: سوال یہ ہے کہ کس دور میں اجماع ہوا؟ کس کا اجماع ہوا؟ اور کس نے یہ اجماع نقل کیا؟ کس کتاب میں اس اجماع کو نقل کیا گیا ہے؟۔ یہ وضاحت علامہ سلوی کے

ذمہ ہے۔

دوسری بات: چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے مگر مبعوث ہونے کا علامہ سلوی ترجمہ کررہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال نبوت بعد نبوت عطا کی گئی۔ جب کہ ہاشمی کہتا ہے مبعوث ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کو نبوت کے اعلان کیلئے تیار کیا گیا کیونکہ نبوت تو پہلے سے عطا شدہ تھی لہذا یہاں ظہور اور اظہار کا معاملہ درپیش ہے اور بعثت کا معنی اعطائے نبوت کسی بھی کتاب میں نہیں۔ جبریل امین کی غار میں آمد سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں عبادت کیا کرتے تھے سوال یہ ہے کہ عبادت کا طریقہ آپ نے کہاں سے سیکھا؟ اور کیسے سیکھا؟ اگر آپ کہیں کسی نبی سے سیکھا تو اُمّی نہ رہے حالانکہ آپ کی قرآن میں صفت ہے ''النبی الامی'' لہذا غار حرا میں نزول وحی جلی سے پہلے وحی خفی کا نزول تسلیم کرنا لازم ہے ورنہ لازم آئیگا کہ آپ کو غار حرا میں عبادت کا طریقہ کسی اور فرد بشر کی مدد سے حاصل ہوا۔ اور یہ امی لقب کے خلاف ہے۔

لہذا تسلیم کرنا پڑے کہ آپ جن امور پر بزعم خویش اجماع کی بات کرتے ہیں وہ اجماع ثابت ہی نہیں۔ تاکہ خطا پر اجماع کی کوئی صورت سامنے آئے یہ صرف بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔

(ب) نیز آپ کی امت کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امتیازی اور انفرادی اعزاز ہو جبکہ اس امت کے نبی اور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ دراز تک نہ نیکی کا حکم دیا اور نہ برائی سے منع فرمایا ہو۔ حتی کہ شرک جیسے اکبر الکبائر سے بھی۔

کیا کوئی عقلمند انسان اس امر کو باور کرسکتا ہے؟

اوراس امت کو نبی الانبیاء پر ترجیح دے سکتا ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہٗ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

پہلی بات یہ ہے کہ آقا کریم ﷺ نے بچپن میں ہی اپنے عمل سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا شروع کردیا۔

آپ نے سیدہ حلیمہ اپنی رضاعی ماں کا صرف ایک طرف سے دودھ پیا اور دوسری جانب اپنے بھائی کیلئے چھوڑ دیا۔ اس طرح عملاً عدل کا مظاہرہ کرکے عدل کا امر کیا۔

کسی بت کے آگے سجدہ نہ کیا، نہ آغاز ولادت سے کبھی بتوں کی تعریف کی، نہ کبھی شرک کیا، نہ کبھی شراب پی، نہ کبھی امانت میں خیانت کی، ہمیشہ سچ بولا، تبلیغ قولی سے زیادہ تبلیغ عملی موثر ہوتی ہے لہذا آقا کریم ﷺ کیلئے یہ سوچنا کہ آپ قبل اربعین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہیں دیا محض دھاندلی اور سینہ زوری ہے یہ علمی خیانت ہے جو سلوی صاحب کررہے ہیں۔ امت کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا بھی آقا ہی کا فیضان ہے۔

(ج) نیز آپ نے اپنے آغاز ولادت سے ہی نبی ہونے کا اعلان بھی نہ کیا ہو اور اس عرصہ میں جو عالم اجسام کیلئے عملی طور پر بالفعل نبی ہونے سے لوگوں کو آگاہ بھی نہ کیا ہو اور لوگوں کیلئے ایمان لانے اور اعمال خیر میں اقتدار اور اتباع کا شرف حاصل کرنے کا انتظام بھی نہ کیا ہو بلکہ ان کو اس عظیم کار خیر سے محروم رکھا بلکہ کفر وشرک جیسے بدترین جرائم کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھ کر بھی مکمل سکوت اور خاموشی اختیار کرکے اپنے آپ کو بھی عاصی اور گناہگار بنالیا ہو العیاذ باللہ۔

کوئی مسلمان کیا خواب میں بھی ایسے بھیانک امور کا تصور کرسکتا ہے؟

لہذا سوچ سراسر محال اور باطل ہے۔ نیز اگر آپ بالفعل نبی ہوں اور علماء حق اور مقتدایان ملت اور اولیاء وعرفاء نے اتنے طویل ترین عرصہ میں آپ کو اس منصب پر فائز نہ سمجھا ہو۔ اور آپ کی نبوت اور نیابت خداوندی کو تسلیم نہ کیا ہو تو ان کا بہت بڑے گناہگار اور عاصی اور آثم ہونا تسلیم کرنا پڑے گا جبکہ کوئی صاحب دیانت وامانت اس امر کا تصور بھی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ اس کا اعتقاد جازم رکھے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

علامہ سلوی کا یہ کہنا کہ

''آپ ﷺ نے آغاز ولادت سے نبی ہونے کا اعلان نہ کیا'' بالکل غلط ہے آقا کریم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سرسجدہ میں رکھا امت کیلئے بارگاہ خدا میں التجا پیش کی ''رب هب لی امتی'' اور سرسجدہ سے اٹھا کر فصیح زبان میں فرمایا ''لا إله إلا الله، وانی رسول الله'' زرقانی شریف جلد 7 صفحہ 190 تاریخ الخمیس صفحہ 203

آپ کی ولادت کے وقت ملائکہ نے کہا ''اظهر یا سید المرسلین''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ آمنہ کو کہا ''انك حملت بسيد المرسلين'' بحیرا راہب نے آپ کو نبی تسلیم کیا نسطورا راہب نے آپ کو نبی تسلیم کیا سیدنا صدیق اکبر کے قلب منیر میں 18 سال کی عمر میں آپ کے نبی ہونے کی تصدیق پیدا ہوگئی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک اس 20 سال تھی۔

حجر وشجر آپ کو سلام کرتے اور کہتے ''السلام عليك يا رسول الله'' چاند آپ کی

انگلی کے اشارے پر چلتا، بادل آپ پر سایہ فگن رہتے۔ چاند انگلی کے اشارہ پر کیوں چلتا؟ بادل سایہ کیوں کرتے؟

جب کسی نے (قبل اربعین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کہا آپ نے انکار نہ فرمایا آپ کا حسن عمل، دنیا کو آپ کی اتباع کی طرف مائل کر رہا تھا یہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کا تدریجی انداز تھا۔

یہی وجہ ہے کہ بعد الاربعین 3 سال دعوت و ارشاد ظاہر ہوا مگر محدود پیمانے پر رشتہ داروں تک محدود تھا اور بعد ازاں مکی دور میں انداز اور تھا مدنی دور میں جنگوں کا آغاز ہوا تو کیا آپ اعتراض کریں گے کہ مکی دور میں امر بالمعروف کی اعلیٰ شکل زور سے، اور طاقت سے برائی کو روکنا کیوں نہ پایا گیا؟ (مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)

سلوی صاحب! ہر کام کیلئے وقت مقرر ہوتا ہے اس کا تعلق مخلوق کی صلاحیت واستعداد سے ہوتا ہے۔

لہذا مکی دور میں بعد الاربعین کوئی غزوہ/ جنگ نہ ہوئے بلکہ اذاخرجہ الذین کفروا کا منظر سامنے آتا ہے آپ یہ اعتراض کریں گے کہ مکہ سے نکلے کیوں؟ انہیں قتل کے سنگین جرم سے روکتے۔

انہیں شرک جیسے قبیح فعل سے منع کرتے۔

محترم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ کیا مگر وہ انداز آپ کی سمجھ دانی میں نہیں آ رہا ہے۔ کوئی ایسے اولیاء اور عرفا نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی نبوت کو تسلیم نہ کیا اور کسی لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت خداوندی کو تسلیم نہ کیا ہو۔ یہ سلوی مفروضہ ہے جس کا نفس الامر

سے کوئی تعلق نہیں۔

عرفاء فرماتے ہیں تمام انبیاء کرام جو آپ سے پہلے خدمات سرانجام دے گئے وہ آپ کے نائب کی حیثیت میں کام کرتے رہے اور جملہ عرفاء فرماتے ہیں ''ولد نبیا'' علامہ سلوی! عرفاء اور اولیاء کو خواہ مخواہ سلانوالی کے کیچڑ میں دھکے دے رہے ہیں اور ان پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔

علامہ سلوی کی یہ بات بالکل اسی طرح ہے جس طرح مودودی نے ایک سائل کو کہا تھا۔ رسول پاک اربعین سے پہلے نہ کتاب کا علم رکھتے تھے اور نہ ایمان کا علم رکھتے تھے۔ اور ثبوت میں یہ آیہ کریمہ پیش کی

مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ ساتھ ہی کہا جب رسول کریم کو ایمان کا علم نہ تھا تو ایمان کیسے ہو سکتا ہے؟۔

ساتھ ہی کہہ دیا کہ قبل اربعین تمام لوگ آپ سے کتاب اور ایمان کی نفی کرتے ہیں علامہ سلوی بھی نبوت کی نفی کر رہے ہیں۔

ایک اور جست لگائی تو (معاذ اللہ) ایمان رسول کی بھی نفی کرنے میں عار محسوس نہیں کریں گے۔

(ھ) نیز آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جعلنی فاتحا و خاتما'' مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت کا افتتاح کرنے والا بنایا اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔ اگر عالم اجسام کے لحاظ سے فاتح بھی ہوں جیسے خاتم ہیں تو علمائے کرام اور آئمہ عقائد اجماع و اتفاق خطا پر لازم آئیگا جنہوں نے اول الانبیاء آدم و اخرھم محمد ﷺ کو کتب عقائد میں بیان فرمایا۔

بلکہ انہیں الفاظ کے ساتھ اور اسی مضمون پر مشتمل حدیث کے ساتھ بھی تعارض لازم آئیگا۔ اور آپ کو عالم اجسام کے اعتبار سے فاتح تسلیم نہیں کیا جا سکتا جبکہ خود آپ نے اپنے آپ کو قصر نبوت کی تکمیل کرنیوالی آخری اینٹ قرار دیا اور فرمایا ''انا اللبنة وانا خاتم النبیین '' تو یہاں عالم اجسام میں آپ ﷺ کو نبوت کے محل کا مبداء اور اساس کہنا جب متصور ہی نہیں ہو سکتا تو لامحالہ عالم ارواح کے لحاظ سے فاتح ہونگے اور عالم اجسام کے لحاظ سے خاتم کیونکہ اس جہاں میں آپ آخر میں تشریف فرما ہوئے۔ اور خاتم کی طرح ''عاقب'' یعنی ''الذی لیس بعده نبی '' بھی کہلائے تو ماننا پڑا اور لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑا کہ عالم ارواح کا معاملہ الگ ہے اور عالم اجسام کا معاملہ الگ ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ :۔

آقا کریم ﷺ نے اپنے بارے بتایا کہ اللہ پاک نے مجھے فاتح اور خاتم بنایا اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ اپنی ذات کا مظہر بنایا اسی لئے اس اللہ کی ذات میں صفات متضادہ جمع ہیں۔

ہر صفت کا اظہار خاص موقعہ پر ہوتا ہے

ھو الاول والاخر والظاھر والباطن صفات اربعہ جس طرح صفات خدا ہیں اسی طرح صفات مصطفےٰ ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد 1 صفحہ 12 پر فرمایا

''یہ صفات خداوند عالم کی حمد وثنا اور رسول اللہ ﷺ کی صفت ونعت پر مشتمل ہیں''

کنز العمال حدیث نمبر 32052 ابن عساکر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں ''اللہ تعالی نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ان کی اولاد پر مطلع فرمایا ایک دوسرے پر ان کی فضیلتیں ملاحظہ فرمائیں ان کے آخر میں روشن نور ملاحظہ فرمایا عرض کیا الہی یہ کون ہے؟ فرمایا تیرا بیٹا احمد ہے لما خلق الله عز وجل آدم خبره ببنيه فجعل يرى فضائل بعضهم على بعض فرأى نورا ساطعا فى أسفلهم فقال يا رب من هذا؟ قال هذا ابنك أحمد، هو الأول وهو الآخر، وهو أول شافع وأول مشفع''

امام شعرانی نے کتاب ''الجواہر والدرر'' میں نیز ''درۃ الخواص'' میں سید علی خواص سے نقل کرتے ہیں

''محمد ﷺ فهو الاول والاخر والظاهر والباطن''

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آقا ﷺ نے فرمایا

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (مسند الشامیین للطبرانی۔ طبقات ابن سعد۔ تفسیر ابن کثیر)

میں تمام نبیوں سے اول نبی ہوں پیدائش کے لحاظ سے اور سب سے آخری نبی ہوں مبعوث ہونے میں۔

ثابت ہوا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ اول المسلمین ہیں اسی طرح اول النبیین بھی ہیں ظہور سب سے آخر ہوا لہذا آپ جس طرح کائنات کا مبدا اور اساس ہیں کائنات کی اصل ہیں وجہ تخلیق کائنات ہیں ساری کائنات کو خدا نے آپ کا محتاج بنایا۔ آپ ﷺ کو صرف اپنا محتاج بنایا۔ اسی طرح انبیاء کی اصل ہیں سیدنا آدم علیہ السلام کی اصل ہیں۔

سب انبیاء کو نبوت آپ کے وسیلہ سے عطا ہوئی خدا نے آپ کو کوثر عطا فرما دیا آپ اصل

کائنات ہیں آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ آپ ﷺ 18 ہزار عالم کی اصل ہیں۔

یہ جو علامہ سلوی نے لکھا

آپ کو عالم اجسام کے اعتبار سے فاتح تسلیم نہیں کیا جا سکتا''

یہ کتنی بڑی جرأت ہے آقا کریم ﷺ خود فرماتے ہیں ''اَنَا اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا اور جناب سلوی اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں اور جو شرح عقائد میں لکھا ہے ''اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد ﷺ'' گویا علامہ سلوی شرح عقائد کی عبارت میں مناسب تاویل کرنا پسند نہیں کرتے اور حدیث پاک میں (جو صحیح ہے) اس میں تاویل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

نیز وہ کونسی حدیث ہے جو حضرت قتادہ والی روایت سے متعارض ہے علامہ سلوی کو شرح عقائد پر بڑا ناز ہے علامہ سلوی نے اپنے رسالہ ''نظریہ'' کے صفحہ 22 پر لکھا

آپ کی نبوت بھی سب انبیاء علیھم السلام کی نبوتوں سے افضل و اکمل اور ارفع و اعلیٰ ہونی ضروری تھی''

ذرا شرح عقائد کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں جو رسول اللہ ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے کے حوالے سے ہے علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔

''والاستدلال بقوله انا سید ولد آدم ولا فخر لانه لا یدل علی کونه افضل من آدم بل من اولاده''

اسی مقام پر ''خیالی'' صفحہ 141 پر لکھا ہے

''وقد یوجه ایضا بان فی اولاده من هو افضل منه ، هو نوح او ابراهیم او عیسیٰ علیهم السلام علی اختلاف الاقوال''

نیز ''خیالی'' میں لکھا ہے

''فقد قیل بان آدم ھو الافضل لکونہ ابا البشر ''

آخر علامہ خیالی کو کہنا پڑا

''انا اکرم الاولین والاخرین عند اللہ ولا فخر '' سے استدلال کرنا آپ ﷺ کے افضل ہونے پر بہتر ہے۔

شرح عقائد میں معراج مصطفےٰ ﷺ کے حوالے سے لکھا ہے۔

''الصحیح انہ ﷺ رای ربہ بفوادہ لا بعینہ '' صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو دل کے ساتھ دیکھا نہ کہ آنکھ کے ساتھ۔

جبکہ قرآن مجید سورہ النجم واقعہ معراج کے حوالے سے ارشاد ہے

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى

رؤیت بصری اور عینی حقیقت، اور رؤیت قلبی مجاز ہے۔

جمہور علماء رؤیت عینی کے قائل ہیں جبکہ تفتازانی صاحب رؤیت قلبی کے قائل ہیں رؤیت عینی کے منکر ہیں معلوم ہوا کہ حقیقت یہ ہے ہمارے آقا اول النبیین بھی ہیں اور آخر النبیین بھی ہیں باقی عقلی احتمالات نا قابل اعتبار ہیں۔

آپ ﷺ جس طرح عالم ارواح کے فاتح ہیں اسی طرح عالم اجسام کے بھی فاتح ہیں مگر آپ اس وقت پردۂ خفا میں رہ کر فیض عطا کرتے رہے اور آپ خاتم بھی ہیں ظہور سب سے آخر ہوا۔ قبل ظہور اور بعد ظہور ہر طرف فیضان آپ ہی کا ہے

ہر کجا بینی جہاں رنگ و بو

آنکہ از خاکش بروید آبرو

یا ز نور مصطفےٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفےٰ است

میاں محمد بخش نے قلم توڑ دیا

نور نبی دا روشن آہا آدم اجے نہ ہویا

اول آخر دوئیں پاسے او ہا ل کھلویا

اول الانبیاء آدم کا مفہوم یہ ہے کہ نسل انسانی کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے ہوئی اور رسول اللہ چونکہ حضرت آدم کی بھی اصل ہیں

تو اصل وجود آدمی از نخست

دیگر ہر چہ موجود است فرع تست

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی بطفیل مصطفےٰ کریم قبول ہوئی اور انہیں خلافت نبوت کی صفتیں بھی حضور کی نبوت کے صدقہ میں عطا ہوئیں۔

تو نبوت مصطفےٰ حضرت آدم علیہ السلام سے متقدم ہے۔

حضرت آدم کی نبوت کا ظہور نبوت مصطفےٰ کے وجود کی دلیل ہے۔ جس طرح چاند ستاروں کی روشنی وجود آفتاب عالمتاب کی دلیل ہے۔ دلیل کو ماننا اور مدلول کا انکار کرنا علامہ سلوی کا کام ہی ہو سکتا ہے۔ حدیث پاک میں الفاظ ہیں ''اللہ پاک نے مجھے خاتم بنایا'' آپ نے مطلق فرمایا اور علامہ سلوی مطلق کو مقید کر رہے ہیں۔ اور بڑی جرأت سے کہہ رہے ہیں

''تو لامحالہ آپ کو عالم اجسام کے اعتبار سے فاتح تسلیم نہیں کیا جا سکتا''

ہمارے آقا ہر عالم کیلئے نبی ہیں اور ہر عالم کیلئے فاتح بھی اور ہر عالم کیلئے خاتم بھی لہذا آپ کے ظہور کے بعد کسی عالم میں کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کے خلاف فیصلہ دے سکے جب آپ کا ظہور قدسی ہوگیا تو تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں اب جو اپنی نبوت کا دعویٰ کریگا وہ دجال کذاب ہوگا۔

جو آپ ﷺ نے فرمایا ''فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ '' یہ محض تفہیم کیلئے تشبیہ ہے مطلب یہ ہے کہ نبوت کا محل میرے جلوہ گر ہونے سے مکمل ہوگیا اس محل کی ابتداء آپ ہیں اور اس محل کی اساس یقیناً آقا کریم ﷺ ہیں کیونکہ سامنے سیدنا آدم ہیں اور ان کو فیض دہندہ آپ ہیں۔

آپ ﷺ کو عالم ارواح کا فاتح قرار دینا اور عالم اجسام کا فاتح تسلیم کرنا یہ فلاسفہ کی بے ہودہ باتوں کی طرح تاویلات فاسدہ ہیں جن کا قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں ان کی حقیقت صرف اتنی ہے

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا

بھان متی نے کنبہ جوڑا

حضور ﷺ نے تو فرمایا ہے اول ما خلق اللہ نوری اس میں اول ما خلق اللہ روحی کے الفاظ نہیں ہیں۔

کیا نور اور روح ایک چیز ہے؟ عالم ارواح کے معاملات اور ہیں اور عالم اجسام کے معاملات اور ہیں انا اول النبیین اور کنت نبیا میں عالم ارواح کا نام ہی نہیں اپنی طرف سے عالم ارواح کا لفظ نکالا اور پھر اسی کو دبالیا اور ہر جگہ یہ کہنا شروع کردیا۔

عام ارواح کا معاملہ اور ہے۔

عالم اجسام کا معاملہ اور ہے۔
اور بات اس ہستی کی ہو رہی ہے جو اول بھی ہے آخر بھی ہے ظاہر بھی ہے باطن بھی۔
جس کی حقیقت تک رسائی ممکن نہیں عقلی تاویلات سے کبھی ان کی اولیت کو باطل قرار دینا اور کبھی ان کی خاتمیت کا نیا مفہوم بتانا عجب تماشہ علامہ سلوی نے لگایا ہوا ہے۔

سوال نمبر 25 سرور عالم کا غار حرا میں خلوت گزین ہونا اور عبادت اور ریاضت میں مصروف ہونا تو مسلمہ امر ہے۔
لیکن علماء اعلام یہاں اس ظن و گمان اور توہم وحسبان کا ازالہ ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کی طرف سے یہ محنت و مشقت اور خلوت وعزلت اور مجاہدہ وریاضت حصول نبوت کیلئے نہیں تھے۔
کیونکہ نبوت وہبی امر ہے کسبی نہیں۔
ان مجاہدات وریاضات سے ولایت کا حصول تو ہوسکتا ہے لیکن نبوت حاصل نہیں کی جاسکتی کیونکہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ تعالی ہی اس محل ومقام کو بہتر جانتا ہے جہاں پر اپنی رسالت کو ودیعت فرماتا ہے۔
تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب اس خلوت گزینی اور عزلت نشینی سے انتالیس سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے آپ کو نبوت مل چکی تھی تو اس وہم وگمان کی اب گنجائش کیا تھی؟ اور اس کے ازالہ اور ابطال کی ضرورت کیا تھی؟ کیا حاصل شدہ چیز کے دوبارہ حاصل کرنے کی سعی اور کوشش عند العقلاء جائز اور ممکن ہے؟ اور کیا تحصیل ذوی العقول کے نزدیک محال نہیں ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ و بکرم رسول اللہ ﷺ:۔

جب نبوت وہبی شے ہے (اور حقیقت آپ کو تسلیم ہے) اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آقا کریم ﷺ کی غار حرا میں عبادت برائے تحصیل نبوت نہ تھیں۔

(یہ بھی آپ کو تسلیم ہے) اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عبادات کے طریقے آپ نے کسی انسان سے نہ سیکھے نہ کسی کتاب سے پڑھے۔

نہ کسی پیغمبر کی اتباع کی کیونکہ پیغمبر کی اتباع کیلئے پیغمبر کا علم اس کی شریعت کا علم اور اسکی اتباع کی اہمیت کا علم ضروری ہے۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ آپ پر پہلے سے وحی خفی نازل ہوتی تھی۔ اور آپ وصف نبوت کے ساتھ متصف تھے اسی لئے تو پیدا ہوتے ہی اعلان کر دیا تھا

لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ

لہذا یہ ریاضت تحصیل نبوت کیلئے نہ تھیں کیونکہ وصف نبوت کے ساتھ آپ بھی پہلے ہی متصف تھے اور نبوت میں ولایت موجود ہوتی ہے۔ لہذا ریاضات ولایت حاصل کرنے کیلئے بھی نہ تھیں۔ کیونکہ نبی کی نبوت اور نبوت میں ولایت وہبی ہیں۔ تو ثابت ہوگیا کہ غار حرا میں آپ ﷺ کی عبادات قرب الٰہی کی منازل حاصل کرنے کیلئے تھیں۔

تاکہ قرب الٰہی کی لذات سے مصائب و آلام جو منکرین کی طرف سے پہنچنے والی تھیں وہ بہ آسانی برداشت ہو سکیں۔

علامہ سلوی! آپ نے جس کو عدم نبوت کی دلیل بنایا بندہ نے اسی کو آقا ﷺ کی نبوت کی دلیل بنا دیا۔

وہم صرف نادانوں کو ہوسکتا تھا شائد حصول نبوت کیلئے عبادات غار حرا میں کر رہے تھے حالانکہ نبوت کسی شے نہیں ۔تو نادانوں کے وہم وگمان کا ازالہ علمائے کرام نے کردیا کہ وہ تو آغاز ولادت سے وصف نبوت کے ساتھ متصف تھے ۔نبوت کیلئے وہ عبادت نہیں کر رہے تھے۔

سوال نمبر 26 جب علمائے اعلام اور مقتدایان انام کی طرف سے یہ دعوٰی کیا جاتا ہے کہ چالیس سال کی عمر تک پہنچنے سے قبل کسی بھی شخصیت کو اللہ تعالٰی کی طرف سے ''نبوت'' عطا نہیں کی گئی۔

اور اللہ تعالٰی کی سنت اور معمول یہی ہے تو ساتھ ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بچپن میں نبی بنائے جانے کا سوال بھی پیش آتا ہے اور اس کا جواب ضرور بالضرور دیا جاتا ہے۔

کیا کہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آغاز ولادت سے ہی نبی بنائے جانے کا سوال بھی اٹھایا گیا اور اس کا جواب بھی دیا گیا جبکہ کُنتُ نبیا و آدم بین الروح والجسد والی حدیث سے یہ اکابر قطعاً بے خبر اور غافل نہیں ہو سکتے تھے ۔تو کیا اس کا مطلب صرف اور صرف یہی نہیں ہوگا کہ عالم ارواح کا معاملہ الگ ہے۔اور عالم اجسام کا معاملہ الگ ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

علماء اعلام کا یہ دعوٰی چند لوگوں کا استنباطی اجتہادی دعوٰی ہے کچھ واقعات سے استنباط کیا جاتا ہے ۔اس سلسلہ میں کوئی نص قرآن و حدیث میں موجود نہیں ان کا اجتہادی اور استنباطی دعوٰی جب سیدنا عیسٰی علیہ السلام اور سیدنا یحیٰی علیہ السلام کے بارے نصوص قرآن ''اِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِیَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِی نَبِيًّا '' اور '' وَآتَیْنَاهُ الْحُكْمَ

صَبِیًّا '' سے اعتراض اور نقص وارد ہوتا ہے۔ تو اختصاص کے قول پر علماء اعلام نزول فرما لیتے ہیں یا پھر علامہ سلوی کی طرح قرآن مجید کے تمام ماضی کے صیغوں کو مستقبل کے معنی میں استعمال کے قائل ہو جاتے ہیں۔

اور پھر احادیث مبارکہ کی نصوص میں دور از کار تاویلات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

''انا'' اور ''کنت'' کو عالم ارواح پر محمول کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ انا اول النبیین زبان مصطفےٰ سے جاری ہو رہا ہے اور مصطفےٰ ﷺ صرف روح کا نام نہیں روح مع الجسم کا نام ہے۔

اسی طرح کنتُ لفظ سے آپ اپنی ذات روح مع الجسم کو تعبیر کر رہے ہیں

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت

خدا و جبریل و مصطفےٰ را

دوسری یہ بات ہے کہ اگر دوسرے انبیاء کو فرض کرو نبوت چالیس سال کی عمر میں ہی دی گئی ہو اور عادت الہیہ یوں جاری ہو تو کیا جو ''وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ '' کا مصداق ہستی ہے جسے شفاعت کبریٰ کا منصب عطا کیا گیا، جس کی رضا کا طالب خود خدا ہے جسے خدا نے رحمۃ اللعالمین فرمایا جس ہستی کو خدا نے وجہ تخلیق کائنات قرار دیا ان کو آپ لوگ دوسرے انبیاء پر قیاس کریں گے۔

یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے اس ہستی کی عظمت یہ ہے کہ آپ کو کل کائنات کا نبی و رسول بنایا گیا۔ صف انبیاء میں ایسا کوئی رسول نہیں۔

آپ کے بارے سوال اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ تمام علماء اعلام کو یقین کامل ہے کہ آپ کا ہر معاملہ باقی کائنات اور دیگر انبیاء و رسل سے جدا ہے آپ یتیم پیدا ہوئے، چاند آپ کا

بچپن میں کھلونا بنا۔آپ نے پیدا ہوتے ہی اپنی رسالت کا اعلان کر دیا حجر و شجر، حیوانات و جمادات نے آپ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔

آپ کے بارے سوال کا پیدا نہ ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت آغاز ولادت سے ثابت شدہ ہے اس میں علماء کو کوئی تردد نہ تھا اس لئے آپ کے حوالے سے سوال ہی پیدا نہ ہوا کہ آپ کی نبوت عام معمول سے الگ ہے۔

وہ کنت نبیا والی حدیث حضرت قتادہ والی حدیث اور المیسرہ والی حدیث سے بے خبر اور غافل ہرگز نہ تھے۔

پھر ان کا حضور علیہ السلام کے حوالے سے سوال نہ اٹھانا اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشی بلکہ ازلی نبوت کا قطعی طور پر یقین تھا۔

لہذا انہوں نے خیال فرمایا کہ عادت الہیہ اور ہے عادت یہ ہے اولاد ماں باپ کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور قدرت یہ ہے نہ ماں نہ باپ اور حضرت آدم پیدا ہو گئے اور قدرت یہ ہے کہ والد نہیں صرف ماں ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے۔

بقول مجتہدین مستنبطین کے نبوت 40 سال کے بعد ملتی ہے حالانکہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی (محض عطاء ہے)

''محض عطاء'' تو جب بھی دریائے رحمت جوش میں آ جائے دی جا سکتی ہے اور جو عطا کنندہ ہے وہ محل سے واقف ہے وہ عطا کے وقت سے واقف ہے جب اس عطاء میں بندے کی محنت کا کوئی دخل نہیں تو خدا کو وقت یا محل کا پابند کیا جا سکتا ہے۔

خدا کی شان ہے ''اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر '' اسے وہبی چیز کی عطا میں پابند کیسے کیا جا سکتا ہے وہ اللہ فعال لما یرید ہے۔ف سبحان الذی بیدہ ملکوت کل

شئی کا مظہر ہے آپ لوگ اللہ تعالی کو پابند نہیں کر سکتے اور وہ عادت اور اپنی قدرت کے درمیان باریک اور معمولی فرق رکھتا ہے لہذا ہم کہتے ہیں حبیب خدا ﷺ کے بارے قدرت خداوندی کا اظہار خاص ہوا آپ ﷺ کو پیدا کرتے ہی جملہ اوصاف کے ساتھ جو از قبیل کمالات تھے متصف کر دیا آپ میں ایمان بھی پیدا کر دیا آپ کو اجمالی طور پر قرآن بھی دے دیا آپ کو وصف رسالت اور وصف نبوت سے بھی نواز دیا۔

سوال نمبر 27:۔ کتب عقائد میں تصریح کی گئی ہے اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد ﷺ حالانکہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہزاروں سال قبل آپ کی روح اقدس نبوت سے بہرہ ور تھی تو کیا اندریں صورت عالم ارواح اور عالم اجسام کے معاملات اور احکامات میں فرق کرنا لازم نہیں ہو گا؟ تاکہ عالم اجسام کے کے لحاظ سے حضرت آدم کو اول الانبیاء سے تعبیر کیا جا سکے ورنہ اول الانبیاء محمد ﷺ و آخرھم محمد ﷺ کہنا لازم اور ضروری ہو گا جو کہ سراسر باطل ہے، خلاف اجماع و سنت اور خلاف نصوص ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

اول الانبیاء آدم علیہ السلام یہ قول علماء ہے نہ کہ حدیث رسول اور آپ ﷺ کی صریح حدیث ہے انا اول النبیین خلقا اور آپ کی صریح حدیث ہے کُنتُ نبیا و آدم بین الروح والجسد تو ان احادیث کی موجودگی میں قول علماء اور قول تفتازانی محل غور ہے ھم رجال و نحن رجال وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا جب آقا کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے یہ صادر ہوا اگرچہ

اخبار احاد کے ذریعے ہم تک پہنچا کہ انا اول النبیین تو علماء عقید کا یہ کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام اول الانبیاء ہیں بادی النظر میں درست نہیں البتہ قول علماء کا محمل صحیح تلاش کر لینا انتہائی مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نسل انسانی کے باپ ہیں اس اعتبار سے مخلوق اول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں آپ کو پہلے نبوت عطا کی گئی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی اولیت اضافی یا عرفی ہے رسول اللہ ﷺ کی اولیت حقیقی ہے اس میں کوئی تعارض نہیں رسول اللہ ﷺ کی نبوت سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوت کیلئے علت ہے اور علت کا تقدم معلول پر ضروری ہے اس میں عالم ارواح اور عالم اجسام کا فرق کرنے کی ضرورت نہیں ہر عالم میں رسول اللہ ﷺ کو تقدم حاصل ہے۔

سوال نمبر 28:۔ علامہ نے اس سوال کے بھی چند حصے کیے ہیں ہر حصہ نقل کر کے ساتھ ہی جواب لکھا جاتا ہے نیز دریافت طلب امر یہ بھی ہے کہ اعلان نبوت اور نزول وحی سے قبل چالیس سال کے عرصہ میں آپ صرف اپنی ذات کیلئے نبی تھے یا جن وانس اور عالمین کے لئے بھی نبی تھے اگر آپ اپنی ذات کیلئے نبی ہوں تو بھلی ترقی آپ کو عطا کی گئی کہ عالم بالا میں ہزاروں سال ارواح انبیاء اور ملائکہ کے لئے بھی نبی ہوں اور وسیلہ فیوض وبرکات اور اس جہاں میں چالیس سال صرف اپنی ذات کیلئے نبی ہوں؟ نیز کیا اس عالم میں پہلے اپنی تکمیل مراتب نہیں فرمائی تھی ویسے ہی نبی بنا دیئے گئے تھے کیا کوئی عقلمند انسان چہ جائیکہ اصحاب علم وحکمت اس طرح کا عقیدہ ونظریہ اپنا سکتے ہیں کہ آپ نبی تو ہزاروں سال پہلے بنا دیا گیا لیکن مرتبہ ذات میں تکمیل آپ کی ہزاروں سال بعد میں ہوئی؟

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

خداوند عالم نے روز ازل سے جمیع عالمین کیلئے بالفعل نبی بنا دیا تھا کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ارسلت الی الخلق کافة اور خداوند عالم نے آپ ﷺ کو عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا آپ ﷺ کے فیوضات و برکات ہر عالم میں اس وقت سے حسب استعداد جاری وساری ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ **بکل شئی علیم** ہے مگر شی کے وجود سے پہلے بھی اسے شی کا علم اور عندالوجود اور بعد الوجود بھی مگر خداوند کا علم تو ازلی ابدی ہے البتہ تعلقات حادث ہیں علم خدا میں حدوث ممکن ہی نہیں خدا ازل میں بالفعل رازق ہے حالانکہ مرزوق کا وجود نہیں ہمارے آقا مظہر ذات خدا اور مظہر صفات خدا ہیں ولنعم من قال **محمد مظہر** کامل ہے حق کی شان عزت کا نظر آتا ہے اس وحدت میں کچھ انداز کثرت کا علامہ سلوی صاحب آپ رسول اللہ ﷺ کو عالم ارواح میں نبی تسلیم کر رہے ہیں اور نبی کی تعریف میں پہلا لفظ ہے **انسان** اور انسان کا آغاز ابوالبشر سے ہوا معلوم ہوا آپ کی تعریف جامع نہیں نیز آپ نے سوال میں شقیں دو قائم کیں اور اس سوال میں تبصرہ صرف ایک شق پر کیا ہم نے شق دوسری اختیار کی اور آپ کے جملہ اعتراضات کا جواب بھی دے دیا۔ علامہ سلوی مزید لکھتے ھیں

(ب) نیز اپنے لئے نبی ہوں یا مرتبہ ولایت اور مقام قطبیت وغوثیت پر فائز ہوں برابر ہے کیوں کہ نبی کی ذات اللہ تعالیٰ سے استفادہ اور استفاضہ کر سکتی ہے، تو مرتبہ ولایت پر فائز بھی شخصیت بھی الہام اور القاء فی القلب کی صورت میں مستفید و مستفیض ہو سکتی ہے۔ جبکہ یہ مسلم حقیقت ہے کہ ہر نبی مقام نبوت پر فائز ہونے سے قبل ولی ہوا کرتا ہے نیز اس صورت آپ دوسروں کے لئے بالفعل نبی نہ ہونگے بلکہ صرف بالقوہ ہی ہوں گے تو پھر اس شور شرابے اور مخالفتوں اور مجادلوں کی گنجائش کہاں رہی۔ اور اگر آپ جن وانس کے لئے نبی تھے تو چالیس

سال انکے سامنے کیوں ااظہار نہ فرمایا؟ اور انکو امتی بننے اور عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے اپنانے سے محروم کیوں رکھا؟ اور ان پر شان رحیمی کریمی کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟ اور اپنے لیے تبلیغ شریعت کی صورت میں عظیم اجر وثواب کے حاصل کرنے کا انتظام وانصرام کیوں نہ فرمایا؟

الجواب بعون اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

ہر نبی ذات کے لئے اور کائنات کے کچھ حصہ کیلئے جبکہ ہمارے نبی ﷺ ساری کائنات کے لئے نبی ہیں البتہ یہ کہنا کہ جو ذات کے لئے نبی ہو (یعنی ابھی بظاہر تبلیغ کا سلسلہ شروع نہ کیا ہو) اسمیں اور ولی میں فرق نہیں ہوگا یہ جملہ بہت غلط ہے نبی کا مرتبہ ہر صورت میں ولی سے بلند و بالا ہوتا ہے ۔نبی کو جو مرتبہ اور قرب حاصل ہوتا ہے وہ مرتبہ کسی ولی کو حاصل نہیں ہوسکتا اس کا ثبوت سورہء النساء آیت نمبر 69 ہے جس میں خداوند عالم کی طرف سے انعام یافتہ لوگوں میں پہلے النبیین پھر الصدیقیین پھر الشہداء اس کے بعد الصالحین (اولیاء) کا ذکر کیا گیا ہے۔اگر علامہ سلوی کے پاس قرآن وحدیث سے اسکا ثبوت ہے تو وہ پیش کریں نیز اس بات کا بھی ثبوت پیش کریں کہ نبی مرتبہ نبوت پر فائز ہونے سے پہلے ولی ہوتا ہے۔جبکہ یہ تسلیم ہے کہ نبوت خالص وہبی چیز ہے اور ولایت کسبی بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ سورہ عنکبوت کی آخری آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے وہبی چیز کا وقت کون مقرر کرسکتا ہے؟ اور اسے کسی چیز پر موقوف اور معلق کیسے کیا جاسکتا ہے؟ ہاں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ جسے نبوت عطا ہوتی ہے اسے نبوت کے اندر ولایت بھی عطا کردی جاتی ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ نبوت ولایت پر موقوف ہے تو نبوت کا کسبی ہونا لازم آئے گا جو کہ خلاف مفروض ہے۔

(ج) امت دعوت کو آپ ﷺ کی پہچان کے لئے علم غیب کی ضرورت نہیں اس لئے کہ آپ کی

ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے نبی اور رسول ہونے کے بارے اسقدر تشہیر کردی گئی اور آپ ﷺ کی اتنی علامات بتادی گئیں کہ آپ ﷺ کی پہچان آسان ہوگئی (یہ حقیقت علامہ سلوی کو تسلیم ہے)

(د) آپ ﷺ کی نبوت کا بوقت ولادت اعلان ہوگیا تھا آپ کے نبی اور رسول ہونے کی تشہیر ہر نبی کے دور میں ہوئی ہر نبی نے اپنی امت کے سامنے آپ کا ذکر جمیل کیا۔ دنیا کو آپ کا انتظار تھا جس طرح بارش سے فائدہ اچھی زمین اٹھاتی ہے اسی طرح آقا کریم ﷺ سے فائدہ بھی اچھی فطرت کے مالک لوگوں نے اٹھایا جیسا کہ قرآن پاک کے بارے ایک جگہ ارشاد ہے ھدی للناس اور دوسری جگہ ارشاد ہے ھدی للمتقین عاقل کو اشارہ کافی ہوتا ہے متوسط کو تنبیہ کی حاجت ہوتی ہے اور غبی شخص کو خوب ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سوال نمبر 29:۔ نبی کے لئے دعوی نبوت ضروری ہے اس کے بغیر اسے نبی تسلیم کرنا جائز ہی نہیں اسی طرح نبی کے لئے معجزہ دیکھانا بھی ضروری ہے اسکے بغیر اسے نبی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

علامہ تفتازانی اور عبدالشکور سالمی رحمہما اللہ دونوں حضرات کے ارشادات سر آنکھوں پر مگر علامہ سلوی کو یہ کس نے کہا کہ رسول اللہ نے آغاز ولادت سے نبوت کا دعوی نہیں فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ نے معجزات ظاہر نہیں فرمائے یقیناً آپ ﷺ نے بچپن میں نبوت کا دعوی بھی فرمایا اور معجزات بھی ظاہر فرمائے۔ اس دور کے معجزہ کو ارہاص نام دینے سے معجزہ کی حقیقت بدل نہیں سکتی ۔ ہمیں اپنے پیارے نبی کو کسی اور پر قیاس کر کے آپ ﷺ میں اوصاف ثابت کرنے کی ضرورت

نہیں ۔علامہ سلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب التحقیقات اور 31 صفحاتی 29 سوالاتی رسالہ نظریہ میں جگہ جگہ اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ میری نئی تحقیق پر علماء ومشائخ اور عوام نے سخت رویہ اختیار فرمایا۔ اور میری سابقہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے میری ذہنی صلاحیتوں کو داد نہ دی (مفہوم) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ابھی عالم اسلام میں عشق رسول ﷺ کی شمع بجھی نہیں ہے ابھی باریک ذہن کے لوگ زندہ ہیں ابھی غیرت سنی قائم ہے۔ عاشقان رسول ﷺ صرف اس شخص کو اپنی آنکھوں کا تارا بناتے ہیں جو ان کے آقا ﷺ کے اوصاف وکمالات بیان کرتا ہے علامہ سلوی نے جب امام الانبیاء ﷺ کے لئے وصف نبوت از روز ازل از آغاز ولادت اپنی تقریر اور اپنی تحریر میں بیان کیا علماء ومشائخ اور عوام نے علامہ کو سر آنکھوں پر جگہ دی اور جب سے علامہ نے پلٹا کھایا سابق مذہب بدلا سب عاشقان رسول ﷺ نے علامہ کو دل ودماغ سے نکال دیا۔

علامہ سلوی سے چند سوالات

آخر میں علامہ سلوی سے اسی موضوع پر چند سوالات کئے جاتے ہیں امید ہے کہ سنجیدگی سے ان کے جوابات دیئے جائیں گے شائد اس طرح علامہ سلوی اپنے پہلے عقیدہ کی طرف لوٹ آئیں

پہلا سوال:۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا (هٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَبْعُوثٌ إِلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ (تفسیر

کبیر) بعث اللہ مُحَمَّدًا صلی اللہ عَلَیْہِ وَسلم اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسود (تفسیر الدر المنثور) اور اسی کی تشریح میں آقا کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بقول آپ کے چالیس سال سے قبل نہ نبی تھے نہ رسول تو چالیس سالہ دور کے لوگ خلق میں تو شامل ہیں مگر آپ کے نظریہ پر ان کے لئے رسول کیسے ہو سکتے ہیں؟ جبکہ بقول آپ کے نہ آپ ﷺ نے دعوی نبوت کیا اور نہ انہیں تبلیغ فرمائی۔

دوسرا سوال :۔ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے آپ نے ہزاروں سال بلکہ لاکھوں سال آپ ﷺ کو نبوت و رسالت سے خالی قرار دیا۔ آپ بتائیں اس دور کے لوگوں کیلئے آپ ﷺ جب نبی و رسول (بقول آپکے) نہیں تو اس دور کے لوگ خلق میں شامل ہیں تو آپ اولین کے رسول کیسے ہو سکتے ہیں؟ جبکہ آپ ﷺ نے نہ اس وقت نبوت کا دعوٰی فرمایا (بقول آپ کے) اور نہ معجزہ دکھایا۔

تیسرا سوال :۔ حضور ﷺ کی امت کے بے شمار علماء کرام نے رسول اللہ کے بارے یہ عقیدہ ظاہر فرمایا ولد نبیا ان کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ وہ علماء وہ اسلاف منکرین ختم نبوت اور منکرین قرآنی آیات ہوئے یا نہیں؟

چوتھا سوال :۔ سرکار دو عالم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اب بالفعل اور عملی طور پر آپ ﷺ تبلیغ احکام کا فریضہ سر انجام نہیں دے رہے فرمایئے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو بالفعل نبی مانتے ہیں یا بالقوۃ اگر شق اول کے قائل ہیں تو وضاحت کریں کہ کیسے بالفعل نبی ہیں؟ اور اگر بالقوۃ مانتے ہیں تو بالفعل نبی کسے مانتے ہیں؟

جماعت اہلسنت انٹرنیشنل کے اغراض و مقاصد

1:۔ پوری دنیا کے عاشقان رسول اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے تمام لوکل تنظیموں کو اسکے ماتحت کرنے کی منصوبہ بندی کرنا

2:۔ علماء و مشائخ پر مشتمل سپریم کونسل قائم کرنا جو اہل سنت کے عقائد و معمولات کی نہایت مہذب اور مدلل انداز میں وضاحت کرے گی جس سے فروعی مسائل کے حوالے سے اہل سنت میں ہر قسم کا انتشار ختم ہو جائے گا

3:۔ جماعت اہلسنت انٹرنیشنل کے تحت اہلسنت نوجوانوں میں ویلفیئر سوسائٹیاں قائم کرنا جو ضرورت مند اور حاجت مند لوگوں کی بروقت امداد کریں گی

4:۔ روئے زمین کے ہر ملک میں دینی ادارے قائم کرنا جن کا نصاب تعلیم علوم جدیدہ و قدیمہ دونوں پر مشتمل ہوگا

5:۔ مساجد، مدارس اور مزارات کے نظام کو مربوط کرنا اور خلاف شرع رسومات کو ختم کوانے میں کردار ادا کرنا

6:۔ مذہبی اور سیاسی دونوں میدانوں میں اسے متحرک اور فعال بنانا اور نظام مصطفٰے ﷺ کے نفاذ کیلئے عملی اقدام کرنا

7:۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اہل سنت کے بارے میں جو غلط فہمی پائی جاتی ہے اسے دور کرنے کیلئے سعی کرنا

8:۔ باہمی مسلسل رابطہ قائم رکھنے کیلئے ماہانہ ہفت روزہ اور ڈیلی اخبارات شائع کرنے کو مضبوط بنیادوں پر سہارا دینا

9:۔ علماء کرام اور مشائخ عظام اور گدی نشین حضرات کو بذریعہ مکاتیب اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانا

10:۔ جماعت اہلسنت پاکستان اور مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کو جماعت اہل سنت انٹرنیشنل میں ضم کروانے کیلئے عملی اقدامات کرنا

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی امیر جماعت اہلسنت انٹرنیشنل

رابطہ نمبر۔ 03009571840

مصنف کی دیگر تصانیف

(1) تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی (المعروف پیدائشی نبی)

(2) تفسیر سلطانی پانچ جلدوں میں۔ زیر طبع

(3) طریقت کے نیرّ اعظم (سوانح امام ربانی مجدد الف ثانی)

(4) شاہراہِ اسلام

(5) محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ)

(6) تبرکات رسول صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ)

(7) محاسن کنز الایمان

(8) فضائل رمضان

(9) انوار علم

(10) التبصرۃ الہاشمیہ

(11) النفاق ھو سبب الاختلاف

الله